ماہنامہ

ہجرت

ہم ہر اس انتظامیہ کے خلاف شدت سے جہاد
کریں گے جو باہر سے ہم پر بزور بندوق
مسلط کی گئی ہو۔ — حکمت یار

No59
ACBAR Resource Information Centre ARIC

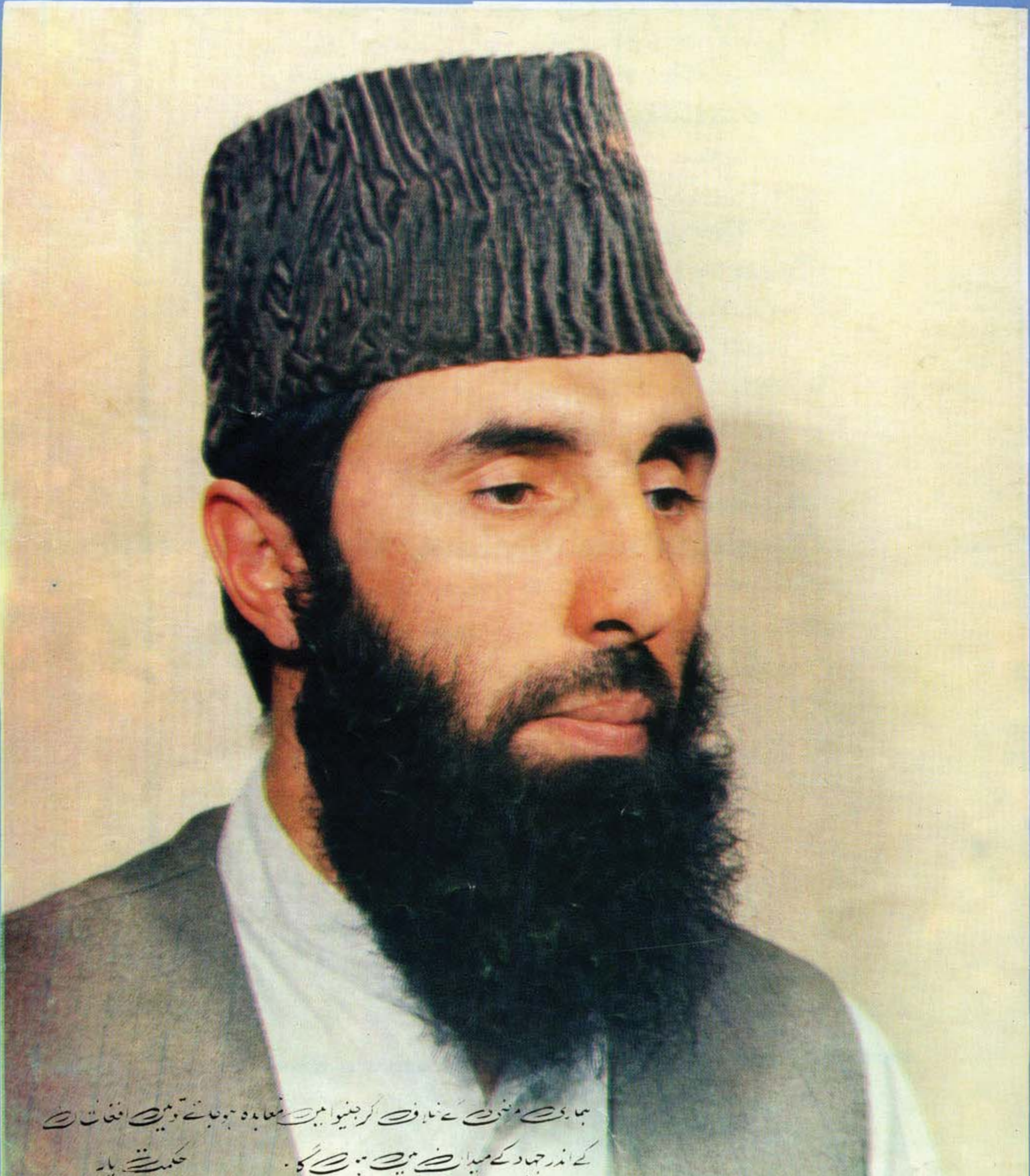

ہماری مرضی کے خلاف اگر جنیوا میں معاہدہ ہو جائے تو ہم افغانستان
کے اندر جہاد کے میدان میں ہوں گے۔ حکمت یار

"شکر کرنے والوں" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اس نعمت کے قدر شناس ہوں کہ اُس نے دین کی صحیح تعلیم دے کر انہیں دنیا اور اس کی محدُود زندگی سے بہت زیادہ وسیع، ایک ناپیدا کنار عالم کی خبر دی اور انہیں اس حقیقت سے آگاہی بخشی کہ انسانی سعی وعمل کے نتائج صرف اس دنیا کی چند سالہ زندگی تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس زندگی کے بعد ایک دوسرے عالم تک ان کا سلسلہ دراز ہوتا ہے۔ یہ وسعت نظر اور یہ دُور بینی و عاقبت اندیشی حاصل ہو جانے کے بعد جو شخص اپنی کوششوں اور محنتوں کو اس دُنیوی زندگی کے ابتدائی مرحلہ میں بار آور ہوتے نہ دیکھے، یا ان کا برعکس نتیجہ نکلتا دیکھے، اور اس کے باوجود اللہ کے بھروسہ پر وہ کام کرتا چلا جائے جس کے متعلق اللہ نے اسے یقین دلایا ہے کہ بہرحال آخرت میں اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا، وہ شکر گزار بندہ ہے۔ برعکس اس کے جو لوگ اس کے بعد بھی دُنیا پرستی کی تنگ نظری میں مُبتلا رہیں، جن کا حال یہ ہو کہ دنیا میں جن غلط کوششوں کے بظاہر اچھے نتائج نکلتے نظر آئیں ان کی طرف وہ آخرت کے بُرے نتائج کی پروا کیے بغیر جُھک پڑیں، اور جن صحیح کوششوں کے یہاں بار آور ہونے کی اُمید نہ ہو، یا جن سے یہاں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اُن میں آخرت کے نتائج خیر کی اُمید پر اپنا وقت، اپنے مال اور اپنی قوتیں صرف کرنے کے لیے تیار نہ ہوں، وہ ناشکرے ہیں اور اُس علم کے ناقدر شناس ہیں جو اللہ نے انہیں بخشا ہے۔

تفہیمُ القرآن

جلد اوّل

صفحہ ۲۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً

ماہنامہ هجرت

سرپرست
کلچرل کمیٹی حزب اسلامی افغانستان

مدیر مسئول، محمد خلیل

جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۴۸ مسلسل نمبر ۵۹ فروری، مارچ ۱۹۸۸ء، رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

اس شمارہ میں

۱۔ جیتی ہوئی جنگ کو شکست میں تبدیل نہ کیجیے

۲۔ افغان مسلمانوں نے تیرہ لاکھ شہداء اس لیے ...

۳۔ عزت مآب ممبر قومی اسمبلی و سینیٹ

۴۔ اگر جنیوا میں معاہدہ ہوجائے تو میں ....

۵۔ وہی ذبح کرے وہی لے ثواب الٹا ..

۶۔ جہاد افغانستان روسی اور امریکی ....

۷۔ صلاح الدین ایوبی کے بعد

۸۔ حزب اسلامی کے ہیڈکوارٹر نصرت مینہ میں...

۹۔ روسی فوجی وکٹر گریگوری کا انٹرویو

۱۰۔ روسی فوج سے ایک ترکمان ....

۱۱۔ مجاہدین کے خلاف معاہدہ ہوا ...

۱۲۔ پاکستان پر موجودہ جنیوا معاہدے ...

۱۳۔ عبدالرزاق کا گاؤں ....

۱۴۔ حکمت دعوت

۱۵۔ محاذِ جنگ کی خبریں

پتہ

دفتر، ماہنامہ ہجرت

ثقافتی کمیٹی حزب اسلامی افغانستان

پوسٹ بکس نمبر ۲۹۴ پشاور۔ پاکستان

P.O. BOX-294
PESHAWAR PAKISTAN

قیمت فی پرچہ ۶/- روپیہ۔ اکاؤنٹ نمبر ۸ - ۱۸۰۹۲ حبیب بینک چوک یادگار پشاور

اداریہ

چلتی ہوئی جنگ کو شکست میں تبدیل نہ کیجئے

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام جنیوا میں جاری مذاکرات میں یہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ پاکستان افغان کٹھ پتلی حکومت سے معاہدہ کر لے تاکہ روسی افواج افغانستان سے چلی جائیں۔

اگر افغان کٹھ پتلی حکومت سے براہِ راست معاہدہ کیا گیا تو اس میں شک نہیں کہ روس گزشتہ ۹ برسوں میں اپنی تمام تر فوجی طاقت کے استعمال کے باوجود جو مقصد حاصل نہ کر سکا، بالآخر سیاسی میز پر حاصل کرے گا۔ کیونکہ روس کی شروع ہی سے کوشش یہی تھی کہ افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو دوسری حکومتوں سے تسلیم کرائے تاکہ وہ قانونی حکومت کی حیثیت اختیار کر جائے۔ جب کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تو اس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ افغان حکومت ہی افغانستان کی قانونی حکومت ہے۔ اس سے بڑھ کر روس اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کو اور کیا خوشی ہوگی کہ اس کے وجود کو بالآخر تسلیم کر لیا گیا۔ مگر اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کو جان لینا چاہیئے کہ کابل حکومت کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرنا بڑی غلطی ہوگی اور تاریخ اس غلطی کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اگر خدانخواستہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تو بڑی طاقتوں کو یہ جواز مستقل طور پر مل جائے گا کہ وہ اپنے سے کمزور ملک میں اپنی پسند کی حکومت قائم کر لیں۔ اس منطق کے ذریعہ وہ جہاں جائیں گے اپنی فوجی قوت کے ذریعہ ایک پٹھو حکومت کھڑی کر کے بعد میں اسے دوسروں سے تسلیم کروا لیا کریں گے۔

یہ حقیقت ساری دنیا بالخصوص پاکستان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کٹھ پتلی افغان انتظامیہ روس کے تعاون سے برسرِ اقتدار آئی ہے۔ جسے افغانستان کے عوام میں سے چند گنے چنے لوگوں کے سوا کسی کی حمایت حاصل نہیں جس کا واضح ثبوت گزشتہ دس برسوں سے جاری جہاد ہے۔ افغان عوام نے اس مسلح جہاد میں اب تک ۱۳ لاکھ سے زائد جانیں شہادت سے سرفراز اور لاکھوں افراد معذور ہو چکے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی میں سے پچاس لاکھ افغانوں نے ہجرت کر کے پاکستان اور ایران میں پناہ لی

ہے۔ بیس لاکھ کے لگ بھگ شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ لاکھوں جوان اب بھی میدانِ جہاد
میں سرگرم کارزار ہیں۔ لاکھوں افراد شہروں سے ہجرت کرکے مجاہدین کے آزاد کردہ علاقوں یا پہاڑوں
کے غاروں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ شہروں میں رہنے والوں کی وفاداریاں اور حمایت بھی
افغان مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ اب بھی روزانہ افغانستان سے مہاجرین کے قافلے پاکستان اور ایران پہنچ
جاتے ہیں۔ اس جائزہ کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کٹھ پتلی افغان
حکومت بزور و زبردستی مسلط کی گئی ہے اور افغان عوام کی دو فیصد بھی ان کی حامی نہیں۔ لہٰذا
ایک ایسی حکومت سے معاہدہ کرنا جو روسی افواج کے بل بوتے پر قائم ہوئی ہو معاہدہ اور مذاکرات کرنا عدل
اور انصاف کے منافی ہے۔ افغانستان میں کٹھ پتلی انتظامیہ زیر بحث نہیں بلکہ افغان مجاہد عوام اور روسی
افواج زیر بحث ہیں۔ کیونکہ کٹھ پتلی حکومت تو روسی افواج کی گود میں بیٹھ کر صرف برائے نام حکومت
کر رہی ہے۔ اصل معرکہ تو روس اور افغان مجاہدین کے درمیان ہے۔ ایک طرف جارح اور تجاوز کی
مرتکب روسی افواج ہیں جو افغانستان پر قبضہ کرنے آئی ہیں۔ دوسری طرف افغان مجاہد عوام
ہیں جو اپنے دینِ مبین اسلام اور ملک کے دفاع کے لیے ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ اب چونکہ روسیوں
کو احساس ہو گیا ہے کہ وہ افغان عوام کو زیر کرنا تو کجا خود ذلت و خواری اور ہلاکت و تباہی سے دوچار ہیں
اس لیے افغانستان سے نکلنے کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر جاتے جاتے وہ یہ کوشش بھی کر رہے ہیں کہ افغانستان
میں ان کے جانے کے بعد اسلامی حکومت نہ قائم ہونے پائے۔ یا کم از کم ان کے پٹھوؤں کو تحفظ حاصل ہو جائے۔
اس سلسلے میں سب سے بڑے شیطان جو روس کا ہمنوا اور ہم مشرب ہے امریکہ نے بھی روس کا
ساتھ دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ الکفر ملۃ واحدہ۔ اب دونوں اس کوشش میں ہیں کہ افغانستان
میں مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت قائم نہ ہونے پائے۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی ظاہر شاہ جیسے بے دین اور عیاش کو درمیان میں لاتے ہیں اور کبھی
اس بات پر زور دیتے ہیں کہ افغانستان کی موجودہ کٹھ پتلی حکومت سے معاہدہ کیا جائے۔ اس سے
بڑی دھونس اور دھاندلی اور انصاف کشی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ایک طرف تو امریکہ جمہوریت کا

دعویدار ہے اور کہتا ہے کہ ہر ملک میں اکثریت کو حکومت بنانے کا حق ہے مگر دوسری طرف افغانستان میں عوام کی اٹھانوے فیصد اکثریت اس کو نظر نہیں آرہی ہے یہ عجیب انصاف ہے جو امریکہ نے اختیار کر رکھا ہے۔ عدل اور انصاف پر مبنی بات تو یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے پانچ مستقل اراکین خاص کر اسلامی ممالک افغان مجاہدین کی تشکیل کردہ عبوری حکومت کی پشت پناہی کریں کیونکہ یہ اٹھانوے فیصد افغان عوام کے نمائندے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب تک عوام کی مرضی کے مطابق حکومت تشکیل نہیں پائے گی مستقبل کے افغانستان میں امن اور سکون نہیں قائم ہو سکتا بلکہ جنگ اور قتل و خون کا سلسلہ جاری رہے گا۔ امریکہ اور روس کی اس کوشش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ افغانستان میں امن و امان نہیں بلکہ ایک طرح کی بدنظمی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کٹھ پتلی افغان انتظامیہ کی حکومت موجود ہو مگر بہتے مہاجرین واپس چلے جائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ روسیوں کے تعاون سے قائم کٹھ پتلی نجیب حکومت برسراقتدار ہو مگر مجاہدین اپنے جہاد سے دستبردار ہو جائیں۔ افغان مجاہدین تو اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ اسلام کی دشمن، ۱۳ لاکھ افغانوں کی قاتل، ملک عزت اور ناموس کی بدخواہ اور اسے فروخت کرنے والی کمیونسٹ انتظامیہ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

افغان مجاہدین نے یہ جہاد صرف اس لیے شروع نہیں کیا ہے کہ روسی افواج کو افغانستان سے نکال دیں بلکہ اس لیے بھی شروع کیا ہے کہ اسلام کے دشمنوں، ملحدوں اور دہریوں کو بھی نیست و نابود کر دیں۔ موجودہ حالات افغان عوام سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ کمیونزم اور کفر کے خلاف قیامت تک جہاد کرتے رہیں تاکہ روئے زمین سے فتنہ اور فساد ختم ہو جائے۔ اس وقت مسلمان ملکوں پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ افغان مجاہدین کے موقف کی تائید پہلے سے بھی زیادہ شد و مد کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں۔ ورنہ یقیناً انہیں اللہ کے حضور جوابدہ اور روزِ محشر شرمسار ہونا پڑے گا۔ افغانستان کے مسلمان تو پہلے ہی خون کے دریا میں اترے ہوئے ہیں اور آئندہ صفحہ ہستی کو اپنے گرم لہو سے رنگین بناتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ حق غالب ہو جائے اور باطل فنا ہو جائے۔

افغان مسلمانوں نے تیرہ لاکھ شہید اس لئے نہیں دیئے ہیں کہ ان کے ارمانوں کے خلاف حکومت بنائی جائے

روس کے توسیع پسند کمیونسٹوں کی نظریں گذشتہ چند برسوں سے افغانستان پر پڑی تھیں اور اس کوشش میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح افغانستان کو بھی بخارا کے پندرہ خود مختار اسلامی ریاستوں کی طرح اپنے قدموں تلے روند ڈالے۔ ان کی کوشش افغانستان کے سابق شاہ ظاہر شاہ کے دور حکومت میں مکمل طور پر ثمر آور ثابت ہوئی اور افغانستان میں ظاہر شاہ کے حمایت میں کیمونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی گئی۔ افغانستان میں ظاہر شاہ نے کیمونسٹ پارٹی کو کھلے عام کیمونزم کے پھلاؤ اور نشر و اشاعت کی اجازت دیدی۔ پشتوں اور فارسی زبان میں ترجمہ شدہ لینن کی کتابیں اور لٹریچر کی تقسیم وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کیمونزم کا زہر پھیلایا گیا۔ لیکن افغان مسلمان عوام یہ گمراہی اور الحاد دیکھ کر کمیونسٹوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہر میدان میں ان کا مقابلہ اسلام کے مقدس دین کی روشنی کے تحت کرنے لگے۔ حکومت نے مسلمان عناصر پر مختلف جھوٹے الزامات لگا کر پکڑ لیا اور جیل کے تاریک کوٹھریوں میں بند کر دیا۔

روسیوں نے افغانستان میں کیمونزم کی مزید توسیع اور قانونی حیثیت دینے کی خاطر ظاہر شاہ کا تختہ سردار داؤد خان کے توسط سے الٹ دیا اور اس کی جگہ خود داؤد خان جو سخت کیمونسٹ تھا۔ مسند اقتدار پر فائز ہو گیا۔ انہوں نے اپنی کابینہ میں کیمونسٹوں کو وزارتیں سونپ دی۔ اسلامی عناصر کو چُن چُن کر شہید کر دیا اور افغانستان کے آئین میں تبدیلی کر کے سوشلزم کو نافذ کرنے لگے۔ چار پانچ برس تک سردار داؤد خان نے کیمونزم کی زبردست خدمت کی مگر جب انہیں احساس ہوا کہ افغان عوام ان کی اس پالیسی کے خلاف مشتعل ہو گئے ہیں اور پوری قوم میں قہر و غضب کی لہر دوڑ گئی ہے تو انہوں نے کچھ نرمی کرنے کا تہیہ کر لیا۔ روسی حکومت سردار داؤد پر شک کرنے لگی کہ گویا وہ سوشلزم سے انحراف کر رہا ہے یہی وجہ تھی۔ انہوں نے براہ راست افغان کیمونسٹوں کو یہ حکم صادر فرمایا کہ وہ داؤد کے خلاف گڑبڑھ کی فضا پیدا کر کے ان کے تخت کو الٹ دے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ کیمونسٹوں نے سردار داؤد کے خلاف بغاوت کر کے روس کو دعوت دی کہ وہ تاشقند کے ہوائی اڈے سے جہاز اڑا کر قصرِ صدارت کو تباہ کر دیں روسی طیارے آکر محل صدارت پر کئی بم برسا کر اُسے تہس نہس کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں سردار داؤد اپنے اہل و عیال سمیت ہلاک ہو گیا۔

اس کے بعد کیمونسٹ ٹولے کا افغانستان پر پوری طرح تسلط قائم ہو گیا اور انہوں نے افغانستان میں کیمونزم کا عمل نفاذ جاری کرنے کا نہ صرف یہ اعلان کر دیا بلکہ عملی نفاذ کا آغاز کیا۔ علمائے کرام دانشور، صحافی اور محب وطن عناصر کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ غرض یہ کہ افغانستان کے کونے کونے میں تطہیر کا یہ عمل جاری رہا۔ روسیوں نے بیس ہزار سے زیادہ فوجیں اور مشاور افغانستان بھیجدیں تاکہ ان کا تعاون کر دیں۔ مگر چونکہ افغان عوام پکے مسلمان اور ہزاروں برسوں سے آزاد زندگی گذارتے کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ کیمونزم کے پلید قانون اور روسی غلامی کے زنجیروں میں جکڑنے کی جگہ جہاد کا راستہ اختیار کیا جو افغان عوام کا اسلامی اور دیرینہ روایت ہے۔

افغانستان کے گوشے گوشے میں افغان بہادر عوام نے اس ملی حکومت کے خلاف اپنے حملے شروع کئے اور جگہ جگہ پہ کیمونسٹ عناصر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ غرض یہ کہ دونوں طرف زبردست جنگ چھڑ گئی ایک طرف اسلام ملک قوم اور ناموس کے شیدائیوں کی صف تھی۔ دوسری طرف ملحد، ملک، قوم، ناموس اور اسلام فروشوں کا ٹولہ اور روسی افواج ایک طرف پرانے اور زنگ آلود اسلحہ سے لیس مگر ایمان سے مالامال مجاہد تھے تو دوسری طرف روسی جدید ترین ہتھیار توپ ٹینک، جنگی جہاز

نیپالم بم اور دور مار میزائلوں سے مسلح مگر ایمان سے خالی عناصر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نصرت اور مدد کو دیکھیئے کہ ایمان سے مالا مال عناصر ان پہ بھاری ہو گئے اور انہیں نیست و نابود کر دیا۔ جب روسیوں نے دیکھا کہ اُن کے بغل بچے افغان مجاہدین کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہو رہے ہیں تو انہوں نے دو لاکھ تیس ہزار مزید فوجیں افغانستان میں داخل کر دی تاکہ وہ ان کے ذریعہ افغان مجاہدین کے جہاد کو ختم کر دیں۔ مگر اللہ جلّ جلالہ کے فضل و کرم سے روس کے یہ فوجیں بھی ایمان سے مسلح مجاہدین کے سامنے کارگر ثابت نہ ہو سکیں اور آئے دن مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھاتے چلے گئیں۔ اگرچہ روس سرخ افواج نے تاریخ کے بدترین مظالم افغان مسلمان عوام پر ڈھائے۔ نیپام بموں توپوں اور ٹینکوں کے بے رحم گولوں کی بارش کی، گھروں گاؤں اور بستیوں کو اجھاڑ دیا۔ باغوں فصلوں اور آبادیوں کو جلا ڈالا۔ مگر افغان عوام نے حوصلہ نہ ہارا اور اُن کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ شہادت کی موت کو ترجیح دی پاؤں ہاتھوں اور بصارت کی نعمت سے محروم ہونے اور اپنا گھر بار چھوڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے. مگر روس کے سامنے سر جھکانا عظیم گناہ سمجھا یہ نواں برس ہے کہ مسلسل ان کے خلاف لڑتے آرہے ہیں اور ایسا گھرانہ نہیں رہ گیا ہے ہے کہ اس نے کوئی فرد شہید نہ دیا ہو کسی کا باپ شہید ہو گیا ہے کسی کا بھائی اکسی کا شوہر شہید ہو گیا ہے. کسی کا بیٹا کسی کی ماں شہید ہو گئی اور کسی کی بہن بیٹی۔ غرض یہ کہ ایسا گھرانہ افغانستان میں موجود نہیں رہا ہے کہ اُس نے اس جنگ میں شہادت نہیں دی ہو۔ یہ سب کچھ مشکلات مصائب۔ تکالیف اور شہادت اس لیے دی ہیں کہ وہ افغانستان کو اجنبی فوجوں کے غلط قدموں اور کمیونسٹ عناصر کے ملحد نظریوں سے پاک کر دیں۔ افغانستان میں ملحد، کمیونسٹ اللہ اور دین سے باغی ملک، وطن اور ناموس فروش عناصر کا قلع قمع کر دیں۔

اب چونکہ افغان مجاہد عوام کے قربانی رنگ لا چکے ہیں اور افغانستان میں روس اور کٹھ پتلی کمیونسٹ انتظامیہ موت کے آخری سانس لے رہا ہے تو اس کو بچانے کے لئے مغرب اور مشرق افغان مجاہدین کی کامیابیوں کو ہائی جیکٹ کرنے اور افغانستان میں افغان عوام کے ارمانوں کے مطابق ایک اسلامی حکومت کے قیام کو سد باب کرنے کے لئے شیطانی حربوں اور سازشوں میں مصروف ہیں کبھی کہتے ہیں کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ ایک مخلوط حکومت بنائی جائے اور کبھی کہتے ہیں کہ سابق شاہ ظاہر شاہ کو جو فساد کا اصل مجرم ہے افغانستان کی عبوری حکومت کا سربراہ بنا لیا جائے تاکہ روس افغانستان سے چلے جائیں۔ مگر دنیا کو یاد ہونا چاہیئے کہ افغان مجاہد عوام پندرہ لاکھ شہیدوں کے خون کو رائیگان جانے کو اجازت ہرگز نہیں دیں گے ہر شہید نے اپنے آپ کو ٹینک، توپ اور گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے اپنے سینے کو اس لئے چھلنی چھلنی کر دی ہے کہ افغانستان میں اجنبی افواج اور ملحد کمیونسٹ ٹولے کو نیست و نابود کر دیں۔ اگر شہید کے ماں اور شہید کی بیوی اور بہن نے اپنے شوہر اور بھائی کی گولیوں سے سوراخ سوراخ بدن کے نزدیک کھڑے ہو کر انہیں شہادت کی موت پر مبارکباد پیش کی ہے اور اپنے آنسوؤں کے سیلاب کو روک کر ایک آنسو بھی نہیں بہایا ہے تمام غم اور مصائب کو اپنے دل میں چھپا کر ان سب کی ہمت سے مقابلہ کیا ہے۔ تو یہ صرف اور صرف اس لئے کہ افغانستان میں خالص اسلامی حکومت قائم ہو جائے قرآن کریم اور سنت نبوی کی بالادستی ہو۔ عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ اگر خدا نا خواستہ اِن کے ارمانوں کے خلاف فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور افغانستان میں کمیونسٹوں کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے یا ظاہر شاہ کو لانے کے لئے اتفاق کیا جاتا ہے۔ تو انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ افغان عوام کبھی بھی اس طرح کے فیصلے کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ہر شہید کی ماں، بیوی، بھائی بہن بیٹا اور والد جو افغانستان کے ہر گھر میں موجود ہیں۔ اٹھ کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر یہی کہیں گے کہ ہم نے یہ شہید اس لئے نہیں دیے ہیں کہ ان کے ارمانوں کے خلاف حکومت بنائی جائے۔ شہید گھرانوں کے ایک نہ تھمنے والا سیلاب اُمڈ آئے گا۔ جو ہر حائل رکاوٹ کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گا۔ اور یہ فکر کرنے والے لوگ کہ گویا ظاہر شاہ کو لانے یا کمیونسٹوں کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے سے مسئلہ افغانستان ختم ہو سکتا ہے اور افغان عوام اِن کے خلاف خاموشی اختیار کر کے بیٹھ جائیں گے۔ ایک خام خیالی کے سوا کچھ اور ثابت نہیں ہو گا۔ اس کے سوا کہ افغانستان میں یہ صورت حال اور گھمبیر ہو جائے دوسرا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں اسلامی ملکوں سے خاص کر اور امن پسند ملکوں سے عام طور پر اپیل کی جاتی ہے کہ وہ افغانستان کے مسلمان عوام

(باقی صفحہ ۳۷)

عزت مآب ممبر قومی اسمبلی و سینیٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے موجودہ اجلاس کے موقعہ پر آپ کی خدمت میں میں چند گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس نازک موڑ پر فیصلہ کرتے ہوئے قوم کی خواہشات اور حقائق آپ کے سامنے ہوں۔

جناب عالی! مظلوم افغان عوام پر سیاہ رات چھائے تقریباً گیارہ سال ہونے کو ہیں اور روسی توسیع پسندوں نے جس طرح افغانستان کے نہتے عوام پر مظالم ڈھائے تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ تیرہ لاکھ شہداء کو اپنے دامن میں لئے سرزمین افغانستان نہایت بوجھل تو ہے لیکن اپنے بیٹوں کی بے مثال مزاحمت سے بہت باوقار نظر آتی ہے۔

"انقلاب ثور" اور روسی فوج کی افغانستان میں آمد کا مقصد صرف افغانستان پر تسلط حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ وسط ایشیا کی مسلمان سلطنتوں کی طرح افغانستان کو ہضم کر کے بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان پر قبضہ کرنا تھا۔ لیکن افغان بہادروں نے نہ صرف روسی توسیع پسندوں کے خلاف بند باندھا بلکہ روسی فوج کے ناقابل شکست ہونے کے زعم کو پاش پاش کر ڈالا۔ بھارت اور روس کے ۱۹۸۰ء میں پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے کا منصوبہ بھی خاک میں ملا دیا۔ سات دن میں افغانستان کو فتح کرنے کا خواب دیکھنے والے روسی حکمران آج افغانستان میں بارہ ہزار تباہ شدہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں تقریباً پندرہ سو تباہ شدہ طیاروں اور تیس ہزار سے زیادہ روسی لاشوں کے ساتھ نشان شکست بن گئے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ آج جدوجہد آزادی فتح کے قریب تر ہے مگر روس، بھارت اور امریکہ کو کابل پر مجاہدین کی اسلامی حکومت منظور نہیں اسی لیے روس امریکہ گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں روس نے فوجیں واپس بلانے کا اعلان تو کر دیا مگر تینوں طاقتیں مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کرنے سے کترا رہی ہیں۔ امریکہ کو اندیشہ ہے کہ افغانستان پر اسلامی انقلابی حکومت آنے کے بعد فلسطین میں بھی تحریک جہاد ایک اسلامی فلسطینی مملکت کی بنیاد رکھ دے گی۔ روس کو خطرہ ہے کہ وسط ایشیا کے مسلمان افغانستان میں اسلامی انقلاب کو دیکھ کر جنگ آزادی شروع کر دیں گے، بھارت کو فکر ہے کہ کشمیر کے عوام بھی آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے یہ تینوں ملک حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ پاکستانی عوام اور افغان مجاہدین کی مرضی کے برعکس کابل کی کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت تو تسلیم کر لیں یا پھر ظاہر شاہ کو مخلوط حکومت کے سربراہ کے طور پر قبول کر لیں۔

ظاہر شاہ کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ روس اور بھارت کا مہرہ ہے اور اسے واحد مسلمان حکمران ہونے کا اعزاز حاصل ہے جس نے اقوام متحدہ میں پاکستان کی شمولیت کی مخالفت کی اور پختونستان کا سٹنٹ کھڑا کیا سوچنے کی بات ہے کہ تیرہ لاکھ افغان مسلمان نے اپنے خون کی قربانی کسی روس، بھارت اور امریکی ایجنٹ کے لئے نہیں دی اور پاکستان نے ۹ سال تک افغان مہاجرین کا بوجھ، بموں کے دھماکے اور تخریبی کارروائیاں کابل پر کسی پاکستان دشمن کو بٹھانے کے لئے برداشت نہیں کیں۔

جناب عالی! روس افغانستان میں شکست کھا چکا ہے اور پروپیگنڈہ کے محاذ پر صرف اعصاب کی جنگ لڑ کر اپنی شکست کو فتح میں بدلنا چاہتا ہے۔ اس موقع پر مسلمان ہونے کے ناطے میری گذارش ہے اور قوم کے منتخب نمائندہ کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داری ہے کہ آخری لمحات میں روسی پروپیگنڈہ کی یلغار سے متاثر ہوئے بغیر مجاہدین کا ساتھ دیں۔ حکومت کو مجبور کریں کہ وہ مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کرے۔ یہی پاکستانی قوم اور یہی پوری ملت اسلامیہ کی خواہش ہے

خدانخواستہ حکومت پاکستان نے جنگ افغانستان کے آخری نازک لمحات میں اعصابی شکست کھا کر کابل پر ظاہر شاہ یا کسی دوسری مخلوط حکومت کو قبول کر لیا تو پھر یقین جانیں پاکستانی عوام کی نوے فی صد سے زیادہ اکثریت مجاہدین کے ساتھ ہے اور وہ حکومت کے خلاف ۱۹۷۷ء سے بڑی تحریک چلا سکتے ہیں خود سوچئے کہ اگر ۱۹۷۷ء کی طرح تحریک چل پڑتی ہے تو کیا موجودہ حکومت چند ہفتوں سے زیادہ ٹھہر سکے گی نہیں تو پھر ایک اور مارشل لاء آئے گا اور پاکستان خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا۔ روس اور بھارت کو پاکستان اور افغانستان پر قبضہ کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اس لئے اگر آپ پاکستان کی سالمیت چاہتے ہیں تو پھر مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کرانے میں پاکستانی عوام کا ساتھ دیں اور پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں آواز اٹھائیں۔

اگر مسئلہ افغانستان کے آخری لمحات میں آپ نے مثبت فیصلے کے لئے اپنا کردار ادا نہ کیا تو افغان مجاہدین کی جدوجہد آزادی کے رائیگاں جانے کی ذمہ داری آپ پر ہوگی اور مستقبل میں ملت اسلامیہ کی تاریخ آپ کو کبھی معاف نہ کرے گی اور یہ بھی سوچ لیجئے کہ خدا کے حضور بھی آپ کو جواب دہ ہونا ہے

آپ کا مخلص

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف خان

صدر تحریک انصار المسلمین۔ پاکستان

اگر جنیوا میں معاہدہ ہو جائے تو میں افغانستان کے اندر جہاد کے

حزب اسلامی کے امیر جناب حکمت یار غیر ملکی سفیروں

مارچ کے ابتدائی ایام میں حزب اسلامی کے امیر جناب حکمتیار نے اسلام آباد شہر میں واقع ہالیڈین ہوٹل میں غیر ملکی سفیروں صحافیوں، ادیبوں، دانشوروں اور علماء کرام کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔ اجتماع میں پاکستانی دانشوروں، ادیبوں اور صحافیوں کے علاوہ غیر ملکی سفیروں نے بھی شرکت کی۔ جن میں ایران، بنگلہ دیش سعودی عرب۔ مصر۔ کویت، مراکش، اردن، متحدہ امارات، قطر۔ انڈونیشیا۔ فرانس، جاپان انگلستان، کاناڈا۔ ترکیہ مغربی جرمنی، ہالینڈ، شمالی یمن۔ اسپانیا۔ فلپین، برازیل اور عراق کے سفرا قابل ذکر ہیں۔

حزب اسلامی کے امیر جناب حکمتیار نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا!

میں سب سے پہلے اپنے دوستوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں ان سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگون مصروفیات کے باوجود میری دعوت کو قبول کر کے یہاں قدم رنجہ ہوئے ہیں اور مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ مسئلہ افغانستان کے جاری حالات پر اپنا موقف اُن کے سامنے پیش کروں

روس کے تازہ اعلان سے قضیہ افغانستان کا ایک نیا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ گورباچوف کا اعلان سنتے ہی مجھے یہ احساس ہو گیا کہ یہ شکست خوردہ کی طرف سے ایک ایسا اعلان ہے جس میں معذوری اور مکاری جھلکتی ہے اور وہ اپنی شکست کو تسلیم کرنے پر شرماتا ہے اور تیزی سے کوشش کرتا ہے کہ اپنی شکست کو کامیابی میں بدل لے۔

گورباچوف کا نیا اعلان دراصل پرانا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ مگر اس نے اپنے دیرینہ موقف کو ایک نئے لہجہ اور نئے الفاظ میں پیش کیا ہے۔

روس پہلے یہ کہتا کہ اگر مجاہدین ملی مصالحت قبول کریں۔ جنگ سے دستبردار ہو جائیں۔ خارجی مداخلت بند ہو تو روسی افواج فوری اور مکمل طور پر بہت کم عرصہ میں افغانستان سے نکل جائے گی۔ لیکن اس بار گورباچوف نے وہی پرانے موقف کو پرانے شرائط کے ساتھ اس انداز میں بیان کیا کہ اگر مارچ کے پندرہ تاریخ تک جنیوا میں معاہدہ ہو جائے تو روس فوجوں کا انخلا پندرہ مئی سے آغاز اور دس مہینوں میں مکمل ہو جائے گا۔

جنیوا میں معاہدہ ہونے سے روس کا مقصد یہ ہے کہ

ترجمہ : محمد خلیل

میدان میں ہوں گا حکمت یار

، صحافیوں اور دانش وروں سے خطاب کر رہے ہیں۔

الف ۔ معاہدہ نجیب حکومت سے دستخط کیا جائے تاکہ اس طریقہ سے کابل حکومت کو قانونی حکومت تسلیم کیا جائے۔

ب :۔ معاہدے کے رو سے پاکستان کے اندر مجاہدین کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے ۔ دفتروں کو بند اور سرحدیں بھی بند کی جائیں۔

ج ۔ افغانستان کے اندر تحریک مزاحمت اور جہاد کو متوقف کیا جائے۔

د ۔ مہاجرین کا واپس جانا شروع ہو جائے۔

روس یہ گمان کرتا ہے کہ اگر دس مہینے تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اسے موجودہ کابل حکومت کی تقویت اور استحکام کے لئے فرصت اور موقع ہاتھ آ جائے ۔ تو وہ کر سکتے ہیں کہ جنگی مصارف کا ایک حصّہ حکومت کے استحکام اور عوام کے خریدنے میں صرف کریں ، مہاجرین کی دوبارہ آبادی موجودہ کٹھ پتلی حکومت کے ذریعہ ہو جائے ، پھر ملّت کو یہ بتائیں کہ دیکھو کہ روسی افواج اور نجیب حکومت کی موجودگی میں جنگ نہیں ، روس اور کابل حکومت اس مرحلے میں کوشش کریں گے کہ مہاجرین کی خدمت کریں ، انہیں مال اور پیسہ دیں تاکہ اس کے ذریعہ وہ یہ تاثر پھیلانے میں کامیاب ہو جائے کہ دیکھیں جنگ و جدل کے اصل عوامل مجاہدین تھے اب چونکہ مجاہدین نے لڑائی بند کی ہے تو ہم آپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ اس ترتیب سے کوشش کریں گے کہ عوام میں اپنا محبوبیت پیدا کریں۔ تاکہ دوسری بار کے مزاحمت کا امکان ختم کر دیں۔

حقیقت امر یہ ہے کہ روس جنیوا مذاکرات کے ذریعہ وہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے جو گذشتہ آٹھ برسوں کے طویل مدت میں میدان جنگ میں حاصل نہ کر سکا۔

گورباچوف کے تازہ اعلان کے فوراً بعد بعض ممالک نے جو مسرت اور خوشی کا اظہار کیا ہے یا تو وہ اس اعلان کے مضمرات سے باخبر نہیں یا یہ کہ روس اور امریکہ کے درمیان ایک سری اور خفیہ سازش کے نتیجہ میں یہ ممالک اِن دونوں کے ڈر سے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

میرے خیال میں روس نے یہ اعلان امریکہ سے مفاہمت اور موافق کے بغیر نہیں کیا ہے بلکہ اِن دونوں کا اتفاق رائے ہو چکا ہے۔

پاکستان کے اِس عادلانہ اور منصفانہ موقف کے مقابلے میں کہ ایک قابل قبول

عبوری حکومت کے بغیر نہ جنگ ختم ہو سکتی ہے اور نہ ہی مہاجرین واپس اپنے وطن جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں امریکہ کی یہ غیر عادلانہ اور غیر معقول ردعمل اس کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ امریکہ اور روس کے درمیان اس مسئلے میں توافق حاصل ہوا ہے اور امریکہ نے پاکستان کے ساتھ عدم تفاہم اور مجاہدین کے موقف کو سامنے رکھے بغیر روس سے توافق کیا ہے۔

میرا اندازہ یہ ہے کہ شاید دونوں بڑی طاقتیں اس بات پر متفق ہو گئی ہوں کہ روسی افواج کے چلے جانے کے بعد افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو۔

ان دونوں کا منصوبہ یہ ہے کہ جنیوا میں معاہدے پر دستخط کیا جائے۔ روسی افواج افغانستان سے چلی جائیں بعد میں ایک ایسی مخلوط حکومت بنائی جائے جو روس امریکہ دونوں کے لئے قابل قبول ہو یہ حکومت ایک ایسے شخص کی قیادت میں ہو۔ جس نے جہاد میں حصہ نہیں لیا ہو۔ زیادہ امکان اس کا ہے کہ شاہ ظاہر شاہ کو اس کے لئے مدنظر رکھا گیا ہے مجاہدین کے خلاف مغرب کے وسیع پروپیگنڈے اور شاہ ظاہر شاہ کے مدح سرائی اسی طرح ہندوستان کے نائب وزیر خارجہ کا شاہ ظاہر شاہ سے ملاقات سے بھی یہی اندازہ لگایا جاتا ہے کہ دونوں طاقتیں ایک مشترک لائحہ پر عمل کر رہی ہیں،

میں اس سلسلے میں اپنے دوستوں کے سامنے چند حقائق وضاحت سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

الف ۔ روس افواج اور ان کے ہاتھوں

> "ہم نے یہ جہاد اپنے ذاتی امکانات اور وسائل پر آغاز کیا ہے اور جب تک روس افغانستان میں موجود ہوگا۔ ہماری مشکلات میدان جہاد ہی میں حل ہو جائیں گے۔ ہمیں کسی قسم کے وسائل اور ضروریات کی قلت اور کمی کا مسئلہ درپیش نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے تمام تر وسائل اور ضروریات روسی افواج سے پوری ہو جاتی ہے،"

بنی ہوئی کٹھ پتلی کابل حکومت کی موجودگی میں نہ جنگ متوقف ہو سکتی ہے اور نہ ہی مہاجرین واپس جاتے ہیں کیونکہ ہم نے یہ جنگ روسی افواج کی مداخلت سے پہلے اس کمیونسٹ انتظامیہ کے خلاف شروع کر رکھی تھی۔ اور مہاجرین کی آمد بھی روسی افواج کی مداخلت سے پہلے شروع ہو چکی تھی۔

اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ سازش کے نتیجہ میں ترکئی اور امینؔ کے دور کے حالات ہم پر مسلط کر دیں۔ تو ہمیں جہاد کے سوا کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا۔ دوسرا یہ کہ ہمارے جیالے افغان عوام ایک ایسے حل کو جو روسی شرائط پر مبنی ہوں ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ افغان عوام نے تیرا لاکھ سے زائد قربانی اس لئے دیا ہے کہ وہ اپنی تقدیر کا فیصلہ خود ہی کریں۔ ان پر کسی قسم کا بیرونی دباؤ نہ ہو بلکہ اپنے ایمان اور عقیدے کی روشنی میں اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کریں۔

ہم ہر اُس انتظامیہ کے خلاف شدت سے جہاد کرتے رہیں گے۔ جو باہر سے ہم پر بزور و زبردستی مسلط کی گئی ہو۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ اس علاقے میں صرف اسلام ہی کمیونزم کا موثر مقابلہ کر سکتا ہے اور صرف مجاہدین کی ایک مضبوط حکومت ہی روسی توسیع طلبی کے سامنے سد سکندر بن سکتی ہے۔

ایک غیر اسلامی اور ضعیف حکومت نہ تنہا یہ کہ روسی امپریلزم کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ اُس پر اعتماد اور بھروسہ کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں رکھتی جو بالآخر ایک بار پھر اس طرح کے فاجعہ کے تکرار ہونے کا سبب اور باعث بن سکتی ہے۔

چوتھی حقیقت یہ ہے کہ جنگ کے خاتمہ اور بحران کے حل کے لئے چاہیئے کہ اس بحران کے تین اساسی عوامل ختم کی جائیں ایک کمیونسٹ رژیم دوسرا روسی افواج کا مکمل اور فوری انخلا۔ تیسرا روس مداخلت کے نتیجہ میں قائم شدہ موجودہ برسراقتدار حکومت کا خاتمہ۔

سب سے پہلے چاہیئے کہ موجودہ نجیب حکومت کی جگہ ایک ایسی وقتی حکومت بنائی جائے جو مجاہدین کے لئے قابل قبول ہو تاکہ مجاہدین جنگ کے تداوم سے دستبردار ہو جائیں۔ پھر روسی افواج کے انخلا کے لئے ایک محدود تقسیم الاوقات پیش کیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر پہلا موضوع حل ہو جائے۔ پھر روسی افواج کے انخلا کے لئے اتنی لمبی مدت کی ضرورت نہیں۔

اس طرح کی موقت حکومت کی ضرورت سب سے پہلے روس نے احساس کیا تھا

حتیٰ کہ پاکستان کے خارجہ وزارت کی توسط سے ہمیں ایسے نام تجویز کیے گئے تھے جو موقت حکومت کے سربراہ کے لئے قبول کئے جائیں، لیکن عجیب بات ہے کہ اب روس اس سے روگردان ہوا ہے

بڑی طاقتوں کے جھوٹ بھی بڑے ہوتے ہیں۔ شاید روس اس سے یہ چاہتا کہ مقابل فریق کو طمع اور لالچ میں پھنسالے اور جنیوا معاہدہ کو نیم راہ تک دستخط کے مرحلے تک پہنچائے مگر بعد میں اس موقت حکومت کی ضرورت کو غیر ضروری اعلان کردے۔

حقیقت یہ ہے کہ عبوری حکومت کے بغیر جنیوا معاہدہ ادھورا ہے اور کسی صورت میں بھی بحران کا حل نہیں نکل سکتا۔

جنیوا مذاکرات کے مسودے میں یہ لکھا گیا تھا کہ مہاجرین کے لیڈروں سے مناسب وقت میں کارروائی کے توسط سے معلومات حاصل کی جائے کہ آیا مہاجرین کے لئے وطن واپسی کو شرائط موزوں ہے یا نہ، یہی بات موقت حکومت کی تشکیل کے لئے بھی بحث اور مفاہمت کا اساس اور بنیاد گردانی جاتی ہے مگر اب روس اس بات کے تصفیہ سے پہلے معاہدے پر دستخط کرنے کا اصرار کرتا ہے نہ تنہا یہ کہ مجاہدین جنیوا معاہدے کو قبول نہیں کرتے بلکہ پاکستان اور ایران بھی موجودہ جنیوا مذاکرات کو ناقص سمجھتے ہیں۔ اگر بالفرض حکومت پاکستان بیرونی دباؤ کے وجہ سے معاہدہ پر دستخط کردے۔ مگر شاید ایران اس معاہدے پر اتفاق نہ کرے اس صورت میں ممکن ہے کہ ایران مجاہدین کی سرگرمیوں کا مرکز بنیں۔

روس اور امریکہ اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے شدت سے سرگرم عمل ہیں کہ روس جیسی سپر طاقت نے افغان مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں

میں اس بات کو برملا کہتا ہوں کہ جنیوا میں معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈالنا اور جنیوا مذاکرات کو موجودہ شکل میں ماننا۔ افغان جہاد کے خلاف ایک بڑی تاریخی خیانت ہے۔

ہم پاکستان کے جرائت مندانہ پالیسی سے مشکور اور ممنون ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ کسی قسم کے دباؤ میں نہیں آئے گا اور اپنے عادلانہ اور منصفانہ موقف پر سختی سے عمل پیرا ہوگا۔

امریکہ کے اس موقف سے کہ افغانستان میں روسی افواج کے انخلا سے پہلے عبوری حکومت ضروری نہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے عوام کو اس پر راضی کرلیا ہے کہ امریکہ کے لئے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت سے کمیونسٹ نظریہ کے حامل حکومت بہتر اور مفید ہے۔ مغرب کو کوشش کرنا چاہئے کہ افغانستان سے روسی افواج کے انخلا کے بعد مجاہدین حکومت پر قابض نہ ہوسکیں۔

عرصہ سے یہ بات سنی جاتی کہ مسئلہ افغانستان پر روس اور امریکہ نے سازش کرلی ہے مگر یہ راز اس وقت فاش ہوگیا، جب گورباچوف نے افغانستان سے فوجوں کے انخلا کا اعلان کیا اور امریکہ نے گورباچوف کے اعلان کو سراہا۔ ان دونوں نے بیک آواز ہوکر فوجوں کے انخلا سے پہلے مجاہدین کی عبوری حکومت کی مخالفت کی حکومت پاکستان کے اصولی موقف کے خلاف مغرب نے پروپیگنڈے کی اور پاکستان کے موقف کو نظرانداز کیا۔

امریکہ نے اپنے دوستوں کو تنہا چھوڑنے

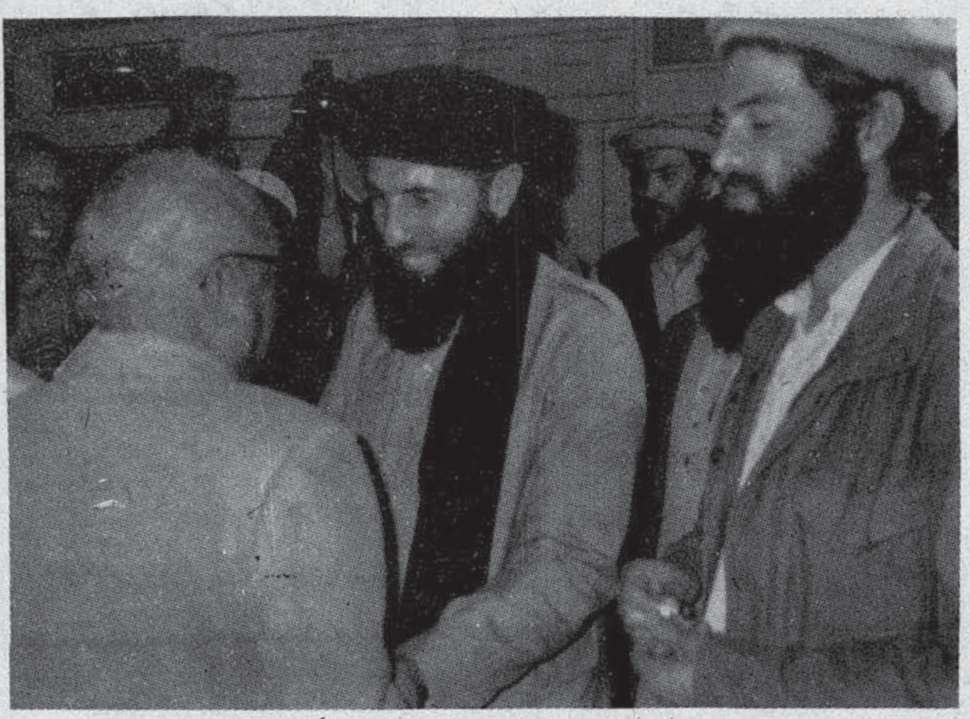

جناب گلبدین حکمتیار ایک غیر ملکی سفیر کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔

کی پرانی روایت کو ایک بار پھر دہرایا جن کے بارے میں یہ مثل مشہور ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دیتا ہے پاکستان کے ساتھ اس سے پہلے بھی یہ سلوک کر چکا ہے۔ حکمتیار نے اپنے خطاب کے اختتام کے بعد صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ایک جرمنی صحافی کے اس سوال کے جواب میں کہ ایران میں آپ اور مولوی خالص کے دفاتر بند کر دیے گئے ہیں آپ کیسے کر سکتے ہیں کہ اپنے مزاحمتی دفتروں کو وہاں منتقل کر دیں حکمتیار نے کہا میں نے یہ احتمال کی صورت میں کہا ہے کہ اس کا بھی احتمال ہے اس بات کو ماضی کے حوالے کر دینا چاہیئے کہ میں اور یونس خالص اس کے بارے میں کیا تصامیم اخذ کر لیں گے، ہم نے اپنے دفاتر اس لئے بند نہیں کئے تھے کہ ہمارے اور ایران کے درمیان کوئی اختلاف ہے، ہم نے یہ دفاتر اس لئے بند کئے تھے کہ ہم وہاں اپنے دفتروں کے ذریعہ جہاد کے کما حقہ خدمت نہیں کر سکتے اگر جنیوا میں معاہدے پر دستخط ہوئی تو پھر مجھے افغانستان کے اندر جہاد کے میدانوں میں ڈھونڈ لیں۔

حکمتیار نے ایک اور صحافی کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرے اس خطاب میں کسی کو کوئی اخطا اور تنبیہ متوجہ نہیں میں نے آپ کو صرف کچھ حقائق کی وضاحت کی ہے ان حقائق کو تھدید اور وارننگ کا رنگ نہیں دینا چاہیے

حکمتیار نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ مجاہدین کے تمام پارٹیاں اکثر

تمام پارٹیاں اکثر و بیشتر امور میں متفق اور متحد ہیں ایسے کوئی بڑے مسائل نہیں جن پر ہمارے درمیان اختلاف ہو۔

و بیشتر امور میں متفق اور متحد ہیں ایسے کوئی بڑے مسائل نہیں جن پر ہمارے درمیان اختلاف ہو انشاءاللہ تعالی وقت اس کو ثابت کر دکھائے گا۔ میں یہاں آپ کے سامنے صرف اپنے نظریات بیان کرتا ہوں کسی اور کا ترجمانی نہیں ہمارے اتحاد میں یہ پوری آزادی ہے کہ پارٹی کے ہر رہبر پریس کانفرنس اور جلسے و جلوس منعقد کر سکتا ہے اور اپنے نظریات لوگوں تک پہنچا سکتا ہے ہم اس کو اتحاد کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں نہ کہ ضعف کا۔

حکمتیار نے ایران کے موقف کے بارے میں کہا کہ انہوں نے ابھی تک جنیوا مذاکرات میں حصہ نہیں لیا ہے وہ جنیوا مذاکرات کو افغان مسئلے کے حل کے بارے میں مفید نہیں سمجھتے ایران کا موقف یہ ہے کہ ہر توافق میں مجاہد

میں اس بات کو برملا کہتا ہوں کہ جنیوا میں معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے پاکستان پر دباؤ ڈالنا اور جنیوا مذاکرات کو موجودہ شکل میں ماننا افغان جہاد کے خلاف ایک بڑی تاریخی خیانت ہے۔

ضرور شریک ہوں۔ اس وجہ سے اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ جنیوا مذاکرات سے حاصل شدہ نتائج کو قبول نہ کرے۔

حکمتیار نے سوال اور جواب کے ضمن میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مجاہدین کے مشترکہ اعلامیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ مجاہدین کی مؤقتی حکومت ضروری ہے اور یہ حکومت عوام اور ملت کے نمائندگی کی صورت میں ہر طرح کے معاہدوں پر دستخط کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ہم جنیوا مذاکرات کے موجودہ صورت کو ہرگز قبول نہیں کرتے ہم نے چند دن پہلے جنیوا مذاکرات کے خلاف اپنے اعتراضات اور آراء کو اخباروں اور رسالوں کے حوالہ کیا ہے۔ ہم نے کارڈویز کو بھی تحریری خط حوالہ کیا ہے۔ ہم اس وجہ سے اس وقت تک کارڈویز سے ملنے سے انکار کرتے تھے۔ جب تک کہ اُس نے ہماری شرائط قبول نہیں کی ہم نے اس بات چیت میں ایجنڈا بھی یہی رکھا تھا کہ ہم جنیوا مذاکرات کے بارے میں اپنے اعتراضات اور ملاحظات سے کارڈویز کو باخبر کریں گے

حکمتیار نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ ہم نے یہ جہاد اپنے ذاتی امکانات اور وسائل پر آغاز کیا ہے اور جب تک روس افغانستان میں موجود ہوگا، ہماری مشکلات میدان جہاد ہی میں حل ہو جائیں گے ہمیں کسی قسم کے وسائل کی قلت اور کمی کا مسئلہ درپیش نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہمارے تمام تر وسائل اور ضروریات روس افواج سے پوری ہو جاتی ہیں۔

حکمتیار نے مجاہدین کی موقتی حکومت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم اس موقتی حکومت کا اعلان کرنے والے ہیں امید ہے کہ تمام دنیا اسے افغان عوام کے حقیقی نمائندہ حکومت کے طور پر تسلیم کریں گے۔

حکمتیار نے صحافی کے ایک دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم افغانستان سے روسی افواج کا فوری بلاقید و شرط اور مکمل انخلا چاہتے ہیں۔ چونکہ روس افغانستان سے مرحلہ وار اور مشروط طور پر نکلنا چاہتے اس لئے یہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں اور ہمارے سامنے اس صورت میں جہاد کے بغیر کوئی اور راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

روسی افواج کے انخلا کے طرفدار افغان مسلمان عوام سے زیادہ اور کون ہوسکتا ہے کیونکہ جنگ کی صورت میں افغانوں کے گھر تباہ ہوجاتے ہیں۔ افغانوں کے بھائی بیٹے اور شوہر شہید و زخمی ہوجاتے ہیں جنگ کی آگ ہمارے سروں پر شعلہ زن ہے روسی فوجوں کے انخلا میں سب سے زیادہ طرفدار ہم ہیں اور چاہتے ہیں کہ روسی افواج افغانستان سے جتنا جلد ہوسکے چلی جائیں۔ لیکن اس موجودہ وقت میں روس جن شرائط پر جنگ بندی چاہتا ہے یہ شرائط جنگ کی خاتمہ کا سبب نہیں بن سکتے بلکہ ان کے نتیجہ میں افغانستان میں جنگ کی آگ اور بھی تیز ہو جائے گی۔ ہم روس کی طرف سے جنگ بندی کے جس لائحہ عمل کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اس کے نتیجہ میں افغانستان میں عملاً اور دوام دار صلح نہیں آسکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ جنگ ختم ہوجائے اور افغانستان میں عملاً صلح اور امن آجائے۔

حکمتیار نے کہا کہ امید ہے کہ مجاہدین کا موجودہ اتحاد ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرکے ایک ہی موقف پر قائم رہے گا۔ اور اگر جینوا میں معاہدے پر دستخط ہونے تو ہم اتفاق اور اتحاد سے اس کا مخالفت کریں گے۔

حکمت یار نے خطاب کے آخر میں شرکا کو کہا۔

اس کانفرنس سے ہمارا ہدف اور مقصد

> **افغان عوام نے تیرا لاکھ شہدا کی قربانی اس لیے دی ہے کہ وہ اپنی تقدیر کا فیصلہ خود ہی طے کرلیں ان پر کسی قسم کا بیرونی دباؤ نہ ہو بلکہ اپنے ایمان اور عقیدے کی روشنی میں اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کریں**

یہ ہے کہ ہمارا مؤقف، آراء اور دلائل ان تمام دوستوں تک پہنچ جائے۔ جو مسئلہ افغانستان میں افغان مجاہد عوام کے موید اور معاون رہے ہیں۔ افغانستان سے روسی افواج کا انخلا چاہتے ہیں افغانستان کو آزاد خود مختار اور غیر وابستہ دیکھنا چاہتے۔ مجھے امید ہے کہ یہاں شریک اشخاص خواہ وہ پاکستانی ہوں یا غیر پاکستانی حکومت کے نمائندے ہو یا احزاب کے نمائندے ہمارے مؤقف اور دلائل کو اپنی اپنی حکومتوں، پارٹیوں اور عوام کو پہنچائیں گے۔

ہم ان تمام سیاسی پارٹیوں کے ممنون ہیں۔ جو افغان مجاہدین کے موقف اور حقوق کی حمایت کرتی ہیں۔ اور ہماری امید ہے کہ وہ آئندہ بھی ہمارے مؤقف کی حمایت کرتے رہیں گے۔ چونکہ ہم قضیہ افغانستان کے دخیل فریق ہیں۔ اس لئے ہمیں بہتر طور پر حقائق کا اندازہ ہے جن راستہ کو ہم مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں حائل اور رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ راستہ مسئلہ افغانستان کا حل نہیں نکال سکتا۔ اس لئے ہم آپ کے توسط سے چاہتے ہیں کہ ہمارے برحق اور منصفانہ موقف کو تمام دنیا تک پہنچایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمارا پیغام اپنے اپنے ملکوں اور پارٹیوں کو پہنچائیں گے۔

تحریر: غلام نبی پشاور

وُہی ذبح کرے وُہی لے ثواب اُلٹا

گذشتہ کچھ عرصہ سے اے ۔این ۔ پی کے مقامی رہنما اور پشاور کے سب سے بڑے سرمایہ دار غلام احمد بلور پر بیانات کا کچھ ایسا جنون سوار ہے کہ نہ صرف ہر بیان دوسرے کی نفی کر رہا ہوتا ہے بلکہ ایک ہی بیان کے اندر بھی تضادات اس قدر شدت پائی جاتی ہے کہ پڑھنے والے کو اپنی آنکھوں پر یقین کرنا دشوار ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو بوکھلاہٹ اور پریشانی کے سبب بیانات میں بھی غصے کی کچھ ایسی کیفیت طاری لگتی ہے کہ جیسے موصوف کو اراین بذات خود سامنے موجود ہوں۔

مثال کے طور پر کچھ عرصہ قبل ان کا ایک بیان اخبارات کی زینت بنا جس کے اہم نقاط درج ذیل ہیں۔

(i) افغانیوں کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

(ii) پاکستانی حکمرانوں کو ملک کے مفاد کی بات کرنی چاہیئے۔

(iii) ہم نے پاکستان میں بے گناہ مرنے والوں کے مفادات کی بات کی ہے۔

(iv) ہم نے ظالم کی مظلوم کے حقوق کی بات کی ہے۔

(v) یونس خالص امریکہ کے خرچ پر رنگین سے ملاقات کرتے ہیں ۔ تو کس کی خدمت کرتے ہیں ۔

(vi) یونس خالص کیوں کہتے ہیں کہ ۱۰ لاکھ افراد اس لئے نہیں مرے کہ ظاہر شاہ کو لایا جائے۔

(vii) کیا ۱۰ لاکھ افراد نے یونس خالص جیسے لوگوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے قربانیاں دی ہیں

اس کے علاوہ گذشتہ دنوں کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں گل افشانی فرماتے ہوئے یہ اعلان بھی جناب بلور صاحب ہی کی ہمت تھی کہ ہم عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں مگر کالا باغ ڈیم کی حمایت کرنے والوں کی اولاد کو بھی سرحد کی سرزمین پر جگہ نہیں ملے گی۔"

اور ابھی کل کے اخبارات میں ایک نئی پھلجھڑی آپ نے یہ چھوڑی ہے کہ افغانستان کا سات جماعتی اتحاد اور جماعت اسلامی افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اگر اس کے بعد دھماکے ہوئے تو اس کی ذمہ داری جماعت اسلامی پر ہوگی۔

اگرچہ مندرجہ بالا عبارت کو پڑھنے سے ہی اس ذہنی انتشار کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہر شخص کو ہو سکتا ہے جس سے آج اے این ۔پی کی قیادت دوچار ہے تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان نقاط پر ایک سرسری سی روشنی ڈال لی جائے۔

بلور صاحب نے فرمایا ہے کہ ملک کے حکمرانوں کو ملکی مفاد میں بات کرنی چاہیئے مگر ملکی حکمرانوں کو ملکی مفاد کا درس دینے والے حضرت ناصح کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کبھی سر جھکا کر اپنے گریبان میں جھانکنے کی زحمت فرمائی ہوتی تو شاید اس نوعیت کا بیان دینے سے قبل کچھ غور و فکر فرما لیتے کیا موصوف زندگی بھر بھارت کے ہندوؤں اور پاکستان دشمن روس کے ہاتھو میں صرف اس لئے لٹو کی مانند گھومتے رہے ہیں۔ کہ انہیں ملکی مفادات عزیز تھے یا چوک یادگار میں علی الاعلان روسی ٹینکوں اور سرخ انقلاب کو خوش آمدید کہہ کر مادر وطن کی عظیم الشان خدمت فرما رہے تھے۔ یا افغانستان کے اندر جا کر ملک کے خلاف بڑھکیں ہانکنا اور اس کے عوض ان کی میزبانی کے لطف اٹھانا شاید ملکی مفاد کی خدمت میں شامل ہے۔

اور پاکستانی سیاست سے متعلق بلور صاحب کا یہ فرمان کہ ہم نے پاکستان میں بے گناہ مرتے والوں کی بات کی ہے"

تو زمانے کی ستم ظریفی پر ماتم کناں معلوم ہوتا ہے۔ بلور صاحب اگر اپنے بیان میں ذرا تفصیل سے بتا دیتے کہ بے گناہ جاں بحق ہونے والوں کے کس دور سے ان کا بیان متعلق ہے۔ تو بات ذرا واضح ہو جاتی۔ کیونکہ عوام کو یہ جاننا چاہئیں گے کہ آیا ان کی مراد ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۰ء میں مرتے والے ان لوگوں سے ہے، جنہیں بسوں، سینما ہالوں، دفتروں اور اڈوں پر اس پختون زلمے کی خشونت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا کہ جس کے گل سر بد اور سرخیل اکبر جناب بلور بذات خود تھے یا گذشتہ ۸ سالہ دور میں پشاور کے گلی کوچوں میں خونریزی کا شکار ہوتے والے وہ بے گناہ مراد ہیں۔ جو کہ خاد کے ایجنٹوں اور ان ایمان فروشوں کی بے ضمیری کا شکار ہوئے کہ جن کو جناب بلور کی آشیرباد حاصل تھی اور جن کے کئے ہوئے ایک ایک دھماکے پر جہاں ملک بھر میں صف ماتم بچھی وہاں بلور ہاؤسوں میں گھی کے چراغ روشن کئے گئے۔ اس لئے بلور صاحب اگر اپنے بیان میں معمولی سی ترجم کے ساتھ یہ فرما دیتے کہ

"وہم نے ہمیشہ بے گناہوں کو مارنے والوں کے مفاد کی بات کی ہے" تو بات صداقت اور حقیقت کے سب کچھ دل کو لگنے والی بن سکتی تھی اس کے بعد بڑے دلچسپ انداز میں ایک یہ آڈر بھی جاری فرما دیا کہ افغان مجاہدین کے لیڈروں کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ مگر اس تشنہ تکمیل فقرے کو مکمل کرتے ہوئے اگر یہ ارشاد بھی ہو جاتا کہ روس، بھارت، افغانستان اور دیگران تمام ممالک کو جنہیں بلور صاحب پسند کرتے ہوں یا جو بلور صاحب کو پسند کرتے ہوں پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا پورا پورا حق حاصل ہے مگر معلوم نہیں کہ بلور صاحب نے اپنے دل کی پوری بات نوک زبان تک لانے میں اس قدر تامل سے کام کیوں لینا گوارا کیا ہے نیز یہ کہ افغان مجاہدین کی پاکستان میں اندرونی مداخلت کی خطرناک کارروائی کے معرکوں پر روشنی ڈالنے کی ضرورت سمجھی گئی ہے نہ کوئی ثبوت پیش کرنے کی۔

البتہ افغان مجاہدین کے بیان کو کہ روس یا امریکہ کے دباؤ کے تحت پاکستان پر مسلط شدہ کسی فیصلے کو ماننے کے وہ پابند نہیں ہوں گے نہ جانے کیونکر پاکستان کی داخلی پالیسی میں مداخلت کے مترادف سمجھ لیا گیا ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر موصوف قدرے رنجیدہ طبیعت اور کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں۔

تاہم اگر بلور صاحب اپنی گذشتہ سیاسی ڈائری کی ورق گردانی کے لئے وقت نکالنے کے قابل ہو سکتے تو شاید یہ بیان داغنے کی زحمت ہی گوارا نہ فرماتے۔

جناب! ابھی تو اس اعلیٰ جرگے کی میزبانی کے دوران کھائے جانے والے پکوانوں کی ڈکار بھی آپ حضرات نے سن لی جس میں افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ سربراہ نجیب گاڈ کے ساتھ بیٹھ کر آپ نے لاکھوں مجاہدین اور مہاجرین کے خلاف سازشوں کے جال بچھا کے اور اپنا حق نمک ادا کرنے کے لئے ان کو غدار، سود خور اور بھگوڑوں کے القابات سے نواز کر اپنے سینوں پر وطن دشمنی اور پختون فروشی کے تمغے سجائے واپس پاکستان لوٹے تھے۔

اگر آپ ہر ماہ افغانستان جا کر وہاں کی کٹھ پتلی حکومت کے تمچوں کی حیثیت سے جلسے اور جلوس نکالیں اور ان میں مہاجرین اور مجاہدین کے خلاف ہرزہ سرائی فرمائیں اور امت مسلمہ کو پریشانی اور دکھ سے دوچار کرنے والے نجیب پر داد کے ڈھونگرے برسائیں اور نام لے کر تمام افغان مجاہدین کے رہنماؤں کو غدار، سود خور اور بھگوڑے کہیں تو آپ کو ان تمام امور کی اجازت ہے اور اس سے افغانستان یا مجاہدین اور حریت پسندوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں ہوتی۔ اگر آپ ۱۲ لاکھ مسلمان پٹھانوں کے خون سے سرخ سرزمین کو سرخ جنت کا خطاب دیں۔ ۵۰ لاکھ مہاجرین کی ہجرت اور ۱۵ لاکھ افراد کو عمر بھر کی معذوری سے دوچار کرتے پر روس کے کمیونسٹوں کو پختون قوم کے عظیم محسن قرار دیں اور ان کے ٹینکوں کو پھولوں کے ہار پہنائیں تو تمام یہ نیوغیات افغان مجاہدین کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں سمجھی جائے گی

اگر آپ کے لئے یہ سب کچھ جائز ہے کہ چاچا خواہ مخواہ کی مانند مجاہدین اور مہاجرین کی پالیسیوں میں ٹانگ اڑانا ضروری خیال کرتے ہیں اور اگر آپ کے لئے روس اور افغانستان کے غدار نجیب گاڈ کا مفاد افغانستان اور پاکستان کے عوام سے زیادہ عزیز ہے اور اگر اپنے چند محدود مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ظالم اور غاصب کی حمایت کا بیڑا اٹھا چکے ہیں تو پھر افغان لیڈروں کے لئے پاکستانی معاملات میں مداخلت کا رستہ تو آپ خود ہموار کر رہے یہ علیحدہ بات ہے آپ کی اس قسم کی حماقتوں کے بدلے میں انہوں نے اس راہ پر نہ چل کر اپنے شرافت اور دیانتداری کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ مگر اگر آپ سے

سوال کیا جائے کہ آپ یہ سب کچھ کرنے کے بعد کس منہ سے افغان مہاجرین کو پاکستانی سیاست میں ملوث ہونے سے روک سکتے ہیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔ اس لیئے آپ دوسروں کی آنکھ کے تنکے تلاش کرنے سے زیادہ اپنی آنکھ کے شہتیر کی فکر لاحق ہونی چاہیئے۔ اور اس سب پر مستزاد یہ کہ آپ اپنی اس تمام کارروائی مظلوموں کی حمایت کی کارروائی ثابت کر کے اس کا کریڈٹ لینے کی چال چلتے ہیں۔ مگر یہ تو بڑی عجیب بات ہے کیونکہ اس جھگڑے میں آپ نے ہمیشہ روس کی حمایت کی بات کی ہے۔ مگر آپ نے یہ کبھی نہیں بتایا کہ روس کی کون سی مظلومیت آپ کے جذبہ ترحم میں اس قدر شہرت کا باعث بنی ہے کبھی تو افغانستان کے بے کس و بے نوا مہاجرین کے ہاتھوں روسی فوجیوں پر ٹوٹنے والے مظالم کا تذکرہ کر دیا ہوتا۔ آخر کیوں مظالم کی وہ داستانیں آپ اپنے سینے میں دفن کئے ہوئے ہیں۔ جن میں روسی جرنیلوں پر افغانستان کے لٹے پٹے عوام کے دردناک مناظر پوشیدہ ہیں۔

اور پھر آپ کا یہ ارشاد کہ یونس خالص امریکی خرچ پر صدر ریگن سے بات چیت کرتے ہیں۔ یعنی کہ آپ کے خیال میں یونس خالص کو گرباچوف کے خرچ پر صدر ریگن سے ملنا چاہیئے تھا۔

اس لیئے کہ گرباچوف کے اخراجات پر نہ صرف ملاقات کرنے بلکہ سیر و تفریح کرنے پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا اس لیئے کہ آپ خود بار ہا ان ہی کے خرچ پر دور دور تک سیر و سیاحت کا شوق پورا فرما چکے ہیں۔ پچھلے دنوں لوئے جرگہ میں شرکت کے لئے کابل جانا اور پھر وہاں جشن طرب میں شرکت فرمانا کس کے اخراجات پر ممکن ہو سکا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ جب کابل سے واپسی پر پشاور جلال آباد روڈ افغان مجاہدین نے بند کر دی تو آپ کو مجبوراً گرباچوف ہی کے خرچ پر ہوائی سفر کر کے دہلی جانے کی زحمت گوارا کرنی پڑی تھی اور پھر وہاں سے دبے پاؤں پاکستان میں داخل ہو کر یہ بیان بھی دینا پڑا تھا کہ ہم کسی خوف یا دہشت کے سبب براستہ نئی دہلی پشاور نہیں آئے۔ حالانکہ اس بیان کی ضرورت اس لئے بھی نہیں تھی۔ کیونکہ دنیا یہ بات خوب جانتی ہے کہ آپ پر جب خوف یا دہشت کی کیفیت طاری نہ ہو تو آپ ہمیشہ کابل سے براستہ نئی دہلی ہی پشاور تشریف لانا پسند فرماتے ہیں۔

آپ کو اعتراض اگر گرباچوف کے اخراجات پر کسی ملاقات کرنے پر ہوتا تو سب سے پہلے اپنے نام نہاد قائد خان عبدالولی خان پر اعتراض کرتے جو سر درد۔ زکام۔ پیٹ کے مروڑ آنکھ کے علاج حتیٰ کہ درد دل تک کے ازالے اور علاج کے لئے ان ہی کے خرچ پر کابل۔ ماسکو اور مشرقی یورپ کے چکر لگاتے رہتے ہیں اور پھر آپ لوگ جو کابل گورنمنٹ سے اپنی خدمات کے عوض میلوں تک پھیلے باغات اور زمین حاصل کرتے ہیں۔ وہ کس کے کھاتے میں درج ہوتی ہیں۔ آپ نے شاید کبھی غور نہ کیا ہو کہ آج کئی سالوں سے اجمل خٹک افراسیاب خٹک صفدر اور دوسرے نیپ کے کارکنان کس کے خرچ پر افغانستان میں شاہزادوں کی سی زندگیاں بسر کر رہے ہیں

آپ ذرا اپنے قائد خان عبدالولی خان کے روس۔ ماسکو۔ یورپ اور امریکہ کے دوروں کی رپورٹ تو پڑھیں۔ کیا ہر سال ان پر اٹھنے والے لاکھوں روپوں کے اخراجات خان موصوف اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں یا کہ آتے ہوئے مزید جیب خرچ بھی ہمراہ لے کر آتے ہیں۔

تو اگر آپ لوگوں کے سارے کے سارے خاندان افغانستان اور پاکستان کے اندر اپنی زندگیاں گرباچوف کے خرچ پر گزار رہے ہیں تو پھر یونس خالص نے ریگن سے ایک ملاقات امریکہ کے خرچ پر کر کے آپ کے مقابلے میں کون سا تیر مار لیا ہے۔

اور پھر آپ کا یہ فرمان کہ یونس خالص نے کیوں کہا کہ دس لاکھ افراد ظاہر شاہ کے لئے شہید نہیں ہوئے۔ تو آپ جیسے ایک قوم پرست اور بزعم خویش کمیونسٹ انقلابی کے منہ سے ایک ظالم بادشاہ کی مظلوم عوام کے خلاف حمایت کا یہ انداز تو کمیونزم کی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ لگ رہا ہے۔

جناب بلور!

یہ کیسی جمہوریت پسندی ہے کہ عوام پر بادشاہ کو برتری مل رہی ہے یہ کیسا کمیونزم ہے کہ جس کی کوکھ سے بوڑھا بادشاہ پیدا ہو رہا ہے۔

آخر آپ کی جمہوریت پرستی ترقی پسندی اور پٹھان دوستی کی گنگا اچانک الٹے رخ بہنا کیوں شروع ہو گئی ہے۔

اگر ظاہر شاہ کو افغانستان واپس لانے کو آپ تصفیہ کا نام دیتے ہیں تو

تو تاریخ میں اس کی کوئی مثال تو پیش کر کر کے بتائیں۔ یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے روسی عوام سے کہہ دیا جائے کہ اگر وہ زار روس کے وارثوں کو حکومت حوالے کردیں۔ یا ایران کے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ وہ حکومت کی باگ ڈور شاہ ایران کے خاندان کے حوالے کریں۔

یا پاکستان کے عوام سے کہہ دیا جائے کہ اگر وہ ہندوستان سے مل جائیں تو ان کے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

یا بالفرض ہندوستان کے لوگوں کو قائل کیا جائے اگر وہ اپنی حکومت مسلمان بادشاہوں کے حوالے کردیں۔ تو ان کا تصفیہ ممکن ہے۔

اگر تاریخ کے پہیے کو الٹا گھمانے کا نام تصفیہ ہے تو مندرجہ بالا ممالک میں سے کون کون سے ہیں جو اس شرط پر تصفیہ کرکے اپنے جھگڑے نمٹانے کو تیار ہو جائیں گے۔

کیا بلور صاحب کسی تصفیے کے لئے بذات خود اس مقام پہ جانا گوارا کریں گے جس پہ وہ آج سے ۱۰ سال قبل تھے۔

اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ تو پھر افغانستان کو اس سے مبرا کیونکر قرار دے دیا جائے۔

کیا صرف جناب بلور کی خواہش کے احترام میں ... ؟

اور پھر بلور کا یہ انکشاف کہ اگر ۱۰ لاکھ افراد ظاہر شاہ کے لئے نہیں مرے تو کیا یونس خالص جیسے لوگوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے جانیں دی ہیں۔

ہمارے خیال میں بلور صاحب کا مطلب ہے کہ اگر ۱۰ لاکھ افراد نے ظاہر شاہ کو لانے کے لئے قربانی نہیں دی تو پھر شاید ولی خان اور بلور جیسے لوگوں کو ہی برسر اقتدار لانے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ ترکئی، ببرک، امین اور نجیب کے بعد افغان قوم کے بڑے سوداگروں میں یہی سرفہرست آتے ہیں۔

آخر افغان مجاہدین کے لیڈروں میں ایسی کون سی کمی نظر آتی ہے کہ بلور انہیں افغانستان میں حکومت کی اہلیت کا سرٹیفکیٹ دینے سے ہچکچا رہے ہیں اپنی تو حالت یہ ہے کہ اسی ایک بیان میں افغان مجاہدین پاکستانی سیاست میں مداخلت پر آنکھیں بھی دکھا رہے ہیں پھر اسی ایک کالمی بیان میں بزعم خود افغانستان میں تشکیل پانے والی مستقبل کی حکومت کی سربراہی کے لئے افغان لیڈروں کو پاس اور فیل کرنے کی کرسی پر بھی براجمان ہیں۔ یعنی جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ ۵ سطروں کے بیان میں تضاد کا یہ عظیم الشان مظاہرہ جناب بلور کی ہی ذات والا صفات کا خاصہ ہوسکتا ہے

شاید بلور صاحب کا خیال ہو کہ افغانستان میں حکومت کرنے کا حق ان ہی طرح کے ارب پتی سیاست دانوں کو حاصل ہونا چاہئیے۔ کیونکہ غریبوں کی سیاست کئی ایکڑ پر پھیلے بنگلوں۔ ۲۵، ۲۵ لاکھ کی مرسیڈیز موٹروں۔ محل نما کوٹھیوں کی تزئین و آرائش پہ اٹھنے والے کروڑوں کے اخراجات کے بغیر پایہ تکمیل تک پہنچانا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

یا ان کے نزدیک سیاست مزید طوفان جیسے افراد ہی کی ملکیت ہے جو اپنی زندگی کے شب و روز بلور ہاؤس کی چوکھٹ پر گذار دیں اور گاہ بگاہ چوک یادگار پر غریبوں کے لئے ٹسوے بہاتے رہیں۔

جناب بلور صاحب اگر یونس خالص اپنی تحریک کا وہی حشر کرتے جو آپ صوبہ سرحد کی حکومت کے ایماء پر ۱۴ اگست کو D.R - ۱۹۸۳ کی تحریک کے پہلے دن کیا تھا تو افغانستان کی موجودہ حکومت میں وہی سیاسی اور معاشی مقام پیدا کرسکتے تھے جو آپ کو پاکستان میں میسر ہے۔ پھر ان کے لئے بھی آراستہ و پیراستہ کوٹھی سے غریبوں کے حق میں بیان دے دینا کچھ مشکل نہ ہوتا۔ اگر وہ چاہتے تو حکومت سے آٹے اور گھی ملوں کے علاوہ ایجنسیاں، پرمٹ اور دیگر تمام فوائد حاصل کرسکتے تھے جو کہ آپ حکومت پاکستان سے وصول کرتے ہیں

مگر ان لوگوں کی سوچ و فکر کسی اور منزل کی متلاشی ہے اور گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر شیر کی ایک دن کی زندگی کو انہوں نے ترجیح دی ہے۔

کیا بوالعجبی ہے کہ آپ جیسے لوگ اپنی تمام ترنجشوں دشمنی اور ملک دشمنی کے باوجود پاکستان پر حکومت کے خواب دیکھ سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ ایک طرف ملک توڑنے کے منصوبے بنا کر دوسری طرف پاکستان دشمنوں سے اپنی دوستیاں گانٹھ کر بھی اپنے آپ کو پاکستان میں حکومت کا اہل گردانتے ہیں تو پھر وہ لوگ افغانستان پر حکومت کرنے کے اہل کیوں نہیں ہیں جو دنیا بھر کی کلفتوں و مصیبتوں کو گلے لگائے۔ انیوں اور پیکانوں کے دیئے ہوئے رستے زخم لیکر گذشتہ آٹھ سال سے افغانستان میں بے مثال جرأت و مردانگی کے ساتھ تحریک مزاحمت کی قیادت کر رہے ہیں۔

آپ کے نزدیک وہ کون سی خصوصیات ہیں جن کا حامل افغانستان میں حکومت کا اہل ہوسکتا ہے اور آپ کو افغان تحریک مزاحمت کے قائدین میں وہ کون سی کمی نظر آتی ہے کہ افغانستان میں مستقبل کی قیادت کے غم آپ گھلے جا رہے ہیں۔

آپ سمجھتے ہوں گے کہ حکومت کا اختیار صرف اسی طبقہ کو ہے جو کہ منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔

مگر جناب والا! افغانستان تحریک مزاحمت پاکستان کی سیاست نہیں کہ جہاں ہرا ایرا غیرہ انقلابی لیڈر بن بیٹھتا ہے افغان تحریک مزاحمت کے لیڈر ہر آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلے ہیں

ان کے سیاست۔ تدبر، غیرت و حمیت اور توکل خداوندی اور گوریلا حکمت عملی کا لوہا دنیا مان چکی ہے۔ اور آج افغان مجاہدین کو دنیا کی بہترین قیادت میسر ہے۔

تو عرض کا مدعا یہ ہے کہ ۱۲ لاکھ شہیدا نے ان ہی لوگوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے قربانی دی ہے جن کی زیر قیادت انہوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ اور اگر آپ اب بھی بضد ہیں کہ یہ سب کچھ ظاہر شاہ کے لئے ہوا ہے تو پھر اس نرالی منطق کی کوئی دلیل بھی آپ کے پاس ہونی چاہئیے کیوں کہ فقط آپ کی خواہش کے احترام میں تو یہ سب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ آپ کے شایان شان سیر و تفریح اور دل لگی کے جو پروگرامات ظاہر شاہ منعقد کر سکتا ہے یا پاکستانی سیاست میں اپنا منفرد کردار ادا کرنے پر جو صلہ آپ کو ظاہر شاہ کی بادشاہت میں مل سکتا ہے اس کے متحمل افغان جہاد کے عوامی لیڈر کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔

ظاہر بات ہے کہ ظاہر شاہ کے دور میں افغانستان کی وصحتیں تو آپ کو زندگی بھر نہیں بھولیں گی مگر اس کا کیا کیا جائے کہ یہ تاریخ اور وقت کی بات ہے۔ تاہم آپ کے لئے مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ آپ جیسے سیاسی فقیروں کے لئے ایک در بند ہو تو بھی سو کھلے ہوتے ہیں۔ اگر افغانستان میں سیاست کے دروازے اب بند ہو گئے تو بھی کیا فکر کہ پاکستان کے تمام دشمن اس وقت تک آپ کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کرتے رہیں گے۔ جب تک اب ان کی خواہشات کے مطابق پاکستان میں کردار ادا کرتے رہیں گے۔

آپ کے جذبے اگر جواں رہے تو مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے، اور کالا باغ ڈیم کے بارے میں آپ کا یہ بیان ان میں جذبوں کا عکاس ہے۔ انہی روایتی تضاد پسندی کے پیش نظر آپ نے ہی فرمایا ہے کہ آپ کالا باغ ڈیم کی حمایت کرنے والوں کی اولاد کو بھی سرحد میں نہیں رہنے دیں گے اور کالا باغ ڈیم کو اڑانے کی دھمکیاں بھی اب گاہ بگاہ دیتے رہتے ہیں اور پھر ان تمام گیدڑ بھبھکیوں کے ساتھ آپ اپنے آپ کو عدم تشدد کے سب سے بڑے پرچار کر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام کا ورد آپ نے ہندوؤں سے تو نہیں لیا۔؟

اور پھر آپ کا یہ بیان کہ سات جماعتی اتحاد اور جماعت اسلامی روسی فوجوں کی واپسی میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اس سے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے روسی فوجوں کے کانوائے اپنے ٹینکوں۔ توپوں اور گاڑیوں کے ساتھ دریائے آمو کے اس کنارے پر کھڑا ہے مگر سات جماعتی اتحاد اور جماعت اسلامی کے لوگ انہیں آمو کا پل عبور کر کے افغانستان سے روسی واپس جانے سے روکنے کے لئے وہاں مورچے لگائے بیٹھے ہیں۔ ابھی تک تو آپ یہی کہتے آرہے تھے کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔

یعنی افغان مجاہدین میں اتنی جرأت کہاں ہے کہ روس کے سامنے چند روز تک ٹھہر سکے اور آپ کے قائد عبدالولی خان تو ہمیشہ یہی رٹ لگاتے رہے کہ روس کو طاقت کے ذریعے افغانستان سے نہیں نکالا جا سکتا۔ مگر آج بقول آپ کے افغان مجاہدین اس قدر طاقتور کیسے ہو چکے ہیں کہ روس تو واپس جانا چاہ رہا ہے مگر یہ بزور اس کے راستے کی دیوار بن بیٹھے ہیں۔

آپ نے یہ فرمان بھی جاری کیا ہے کہ اس کے بعد اگر دھماکے ہوں گے تو اس کی ذمہ دار جماعت اسلامی ہوگی۔ یہ بھی اگر واضح کر دیتے کہ اس سے پہلے جو دھماکے ہوتے رہے ہیں۔ ان کے ذمہ دار کون لوگ ہیں بات میں جان پیدا ہو سکتی تھی۔ بہرحال بلور صاحب یقین جانیے کہ آپ کے ان ہی بیانات سے آج کل سیاسی زندگی میں ظرافت کی کچھ چاشنی پیدا ہوئی ہے برائے مہربانی ہماری ایک تجویز بھی مان لیجئے اور اخبارات میں اپنے بیانات سیاسی لطائف کے عنوان سے شائع کراتے رہیئے تو آپ کی مارکیٹ ویلیو میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

تحریر: محمد اسماعیل چوہدری سینیئر ایڈووکیٹ

جہادِ افغانستان روسی اور امریکی سازشیں

جب سے روس افغانستان میں شکست سے دوچار ہوا ہے۔ تو اس کی ناکامی پر پردہ ڈالنے اور مجاہدینِ اسلام کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں کو بلیک میل کرنے کے لئے روس اور امریکہ نے طرح طرح پروپیگنڈے اور نفسیاتی حربوں کا سلسلہ شروع کیا ہے اور ان دونوں طاقتوں کے گماشتوں نے اپنے آقاؤں کا پورا پورا ساتھ دیا ہے۔ انھوں نے یہ سارے حربے اس لئے آزمائے کہ افغانستان میں روس کی ناکامی سے امریکہ کے سپر طاقت ہونے کا بھرم کھل جائے گا۔ اور بہت سے ممالک میں ان کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے یہی وجہ ہے کہ دونوں بڑی عالمی طاقتیں ایک دوسرے کو بچانے کے لئے تعاون کرتی رہتی ہیں۔

اب چونکہ روس افغانستان میں بُری طرح فیل ہو چکا ہے اور ہر آنے والا دن روس کے لئے موت، تباہی، ذلت اور رسوائی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ روس کی ساکھ قومی اور بین الاقوامی سطح پر سخت مجروح ہوئی ہے ۲۷ دسمبر کو ماسکو میں افغانستان پر روسی حملے اور بربریت کے خلاف ایک مظاہرہ ہوا جس میں مرنے والے روسی سپاہیوں اور افسروں کی بیویاں اور مائیں بھی شامل تھیں اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بہت بڑی اکثریت سے آٹھویں مرتبہ افغانستان پر روسی حملے اور ظلم کی مذمت کی گئی اور اس سے مطالبہ کیا کہ فوراً افغانستان سے اپنی افواج کو نکال لے۔

افغان مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسے جہاد کرنے کا حق ہوتا ہے اور افغان مجاہد عوام نے تن تنہا روس جیسی سپر طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ روس اور امریکہ اس تاثر اور حقیقت کو ختم کرنے کے لئے شدت سے سرگرم عمل ہیں کہ روس جیسی فوجی طاقت نے واقعاتی طور پر مجاہدین افغانستان کے سامنے ہتھیار پھینک دیے ہیں۔ روس یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ افغانستان میں امریکی مداخلت ہو رہی ہے اور اس کے ایجنٹ بھی یہی بات کہتے ہیں کہ امریکہ مجاہدین کو تربیت دے رہا ہے مگر اس کے جواب میں امریکہ نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور یہ نہیں کہتا کہ اس نے افغان مجاہد عوام سے تعاون نہیں کیا اور افغانستان میں مداخلت نہیں کی اور نہ ہی امریکی فوجیں افغانستان میں روس کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ امریکہ یہ تاثر پھیلاتا ہے کہ وہ افغان عوام کا حامی ہے اور ان کے ساتھ تعاون کرتا رہے گا۔ اس طرح یہ دونوں ملک مسئلہ افغانستان پر مذاکرات بھی کرتے رہتے ہیں تاکہ دنیا کو یہ باور کروا سکیں کہ یہ مسئلہ دونوں سپر طاقتوں کا مسئلہ ہے اور دونوں طاقتوں کی موافقت سے ہی حل ہو سکتا ہے۔ مگر افغانستان کے بہادر غیرتمند مجاہد عوام ببانگ دہل یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ یہ جنگ صرف روس اور افغان عوام کے درمیان جنگ ہے۔ اس جنگ میں امریکہ کو ملوث کرنا دونوں سپر طاقتوں کا ایک طاغوتی حربہ ہے۔ اگر امریکہ بہادر جنگجو ہے تو اسے چاہیئے کہ وسطی امریکہ میں واقع نکاراگوا کو کمیونسٹ تسلط سے آزاد کرائے۔

اگر امریکی ہتھیار سے جنگ جیتی جا سکتی ہے تو نکاراگوا کے باغی کب سے جیت چکے ہوتے۔ اگر ہتھیاروں سے کسی کو شکست دی جا سکتی تو امریکہ ویت نام میں شکست کا سامنا نہ کرتا۔ اور اسی طرح اس صدی کی آٹھویں دہائی میں اب روس کو افغانستان میں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

عام جنگیں غیرت، عزم راسخ اور اعلیٰ مقاصد کے لئے اگر لڑی جائیں تو ان میں کامیابی ہوتی ہے۔ یہ جنگ تو افغانستان کے مسلمان مجاہدین نے کفر، لادینی اور کمیونزم کے ظالمانہ نظام کے خلاف ایمان اور حوصلہ کی بھرپور طاقت سے لڑی ہے۔ اسی لئے میدان جنگ میں روس جیسی سپر طاقت کو شکست سے دوچار ہونا پڑا افغانستان کے مسلم عوام نے تنہا روس کو ہی نہیں

باقی صفحہ (۴۲)

صلاح الدین ایوبیؒ کے بعد

تحریر: عبدالقادر حسن

افغانستان کا مسئلہ آج اخباروں میں ہے کل کتابوں میں ہو گا اور پھر ایک وقت آئے گا جب سلطان صلاح الدین ایوبی کی صلیبی جنگوں کی طرح روسی کمیونسٹوں کے خلاف افغان جہاد بھی مسلمانوں کی ولولہ انگیز تاریخ کا ایک ناقابل فراموش سرمایہ بن جائے گا۔ افغانستان کو روسی اپنی زبان میں ڈاکوؤں کی جنگ کہتے ہیں۔ پاکستان میں روس کے کھلے اور خفیہ ایجنٹ اسے سمگلروں کی وارداتیں قرار دیتے ہیں اس جنگ کو کبھی روس کے حوالے سے اور کبھی امریکہ کے حوالے سے پرکھا جاتا ہے اور کبھی ضیاء الحق کو برا بھلا کہا جاتا ہے جس نے ان کے بقول پاکستان کو اس مصیبت میں پھنسا دیا ہے اور یہ سب کچھ کہنے اور کرنے والے ہم مسلمان ہیں۔ جنھوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ اسلام نام کے اس دین اور عقیدے میں ابھی تک اتنی جان باقی ہے کہ اس کا نام لینے والے اگر سچے ہوں تو وہ تاریخ کا رخ پلٹ سکتے ہیں۔ میں نے ان مجاہدوں کو دیکھا ہے۔ مورچوں میں دیکھا ہے، میدان جنگ میں دیکھا ہے، میدان جنگ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے دشمن پر یلغار کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ سب کچھ اسی حال میں دیکھا ہے کہ لباس ناکافی اور وہ بھی پھٹا پھٹا۔ کبھی بلند پہاڑوں کی ہڈیاں تک چیر دینے والی سردی ہے تو کبھی افغانستان کے میدانوں کی پگھلا دینے والی گرمی مگر ان کے سینوں کے اندر ایمان کی لازوال قوت ہے اور یہ اتنی بڑی طاقت ہے کہ موسم کی سختیاں اس کے سامنے بے جان اور روئے زمین کی بے رحم اور بے پناہ طاقت اس کے سامنے بے وقعت ہے اخباروں کی خبریں اور تبصرے ہمیں اس جنگ کی ہلکی سی جھلک بھی نہیں دکھا سکتے جو عہد حاضر کی جنگوں کے کسی معروف اصول کے تحت نہیں لڑی جا رہی۔ روس کے پاس اس قدر ایٹمی طاقت ہے کہ وہ دس مرتبہ اس دنیا کو تباہ کر سکتا ہے مگر روس کی نسبت ان نہتے افغان مجاہدوں کے سامنے روس قطعاً بے بس ہو چکا ہے اور خوف دہشت کے اک ایسے جنگل میں گھر چکا ہے۔ جہاں سے باہر نکلنے کا اسے راستہ نہیں مل رہا۔ اور دنیا کے سامنے دہائی دے رہا ہے کہ اسے باہر کا راستہ دکھایا جائے کبھی اسے باعزت راستے کی تلاش تھی۔ اب صرف راستے کی تلاش ہے۔ کبھی اسے باہر جانے سے پہلے اپنی پسند کی حکومت پیچھے چھوڑ جانے کا اصرار تھا۔ آج اسے اس کا ہوش نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے وہ صرف جانا چاہتا ہے اور جلد از جلد جانا چاہتا ہے دنیا کے کسی بھی اصول کے تحت اسے صرف امریکہ شکست دے سکتا تھا مگر اس نے شکست کھائی بھی تو کس سے! دنیا کے ایک کمزور ترین ملک کے بھوکے اور بظاہر حقیر لوگوں سے جن پر چڑھ دوڑنے کا فیصلہ اس نے مذاق مذاق میں کر دیا تھا۔ اس وقت دنیا بھر سے صرف ایک ہی آواز اٹھی کہ روس جہاں جاتا ہے وہاں سے واپس نہیں آتا۔ اور تاریخ سے معلوم بھی یہی ہوتا تھا۔ اس نے یورپ کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے پاس رکھ لیا بغاوتیں ہوئیں وقت کے جدید ترین ہتھیاروں سے مزاحمتیں ہوئیں امریکہ اور اس کے حواریوں نے پوری پوری مدد کی مگر روس کے ٹینکوں نے ان بغاوتوں کو کچل کر رکھ دیا اور باغیوں کا صفایا کر دیا ان سے بہتر ٹینک افغانستان کی سرزمین پر بھی چڑھ دوڑے فضائی اسلحہ جو مشرقی یورپ کی بغاوتوں کے وقت تک ایجاد بھی نہیں ہوا تھا۔ اب روس کے پاس تھا اور افغانستان کی فضاؤں پر اس کی حکمرانی تھی روس کے پاس وہ سب کچھ تھا۔ جس کا آج کی دنیا میں تصور کیا جا سکتا ہے مگر ایک چیز روس کے پاس نہ تھی۔ اور نہ مشرقی یورپ کے باغیوں کے پاس اور وہ تھا دین اسلام کا جذبہ اور اس دین اور نظریات کی طاقت، روس کے خلاف بغاوتوں میں جب امریکہ اور مغربی یورپ کی مدد مشرقی یورپ کے باغیوں کو اپنے قدموں پر کھڑا نہ کر سکی۔ تو امریکہ نے روس کے ساتھ صلح کر لی، صلح کا یہ رویہ تا دم تحریر جاری ہے

اور ایک دوسرے کے خوف سے تباہ کن اسلحہ میں ترقی کی جا رہی ہے دنیا میں ایک طرف ہم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ دوسری طرف یہی روس ہے۔ عظیم روس جس کی دنیاوی طاقت کا کوئی حساب نہیں اور ایک نظریاتی ریاست ہونے کا دعویٰ بھی رکھتا ہے مگر بے بس ہے مجبور ہے اعتراف کرتا ہے کہ نہ یہ جنگ اسلحے کے زور پر جیت سکتا ہے اور نہ ہی اس جنگ کا خرچ برداشت کر سکتا ہے اس لئے وہ ہر قیمت پر اس سے جان چھڑا رہا ہے ضیاء الحق اسے معجزے کا نام دیتا ہے۔

دو تین برس کی بات ہے کہ ایک بوڑھے دیہاتی نے کسی سے پوچھا کہ مجھے کوئی یہ بتائے کہ یہ پٹھان (افغان) جو روس کے ساتھ لڑ رہے ہیں یہ واقعی اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں یا لوٹ مار کرنے کے لئے؟ اسے جواب دیا گیا کہ لوٹنے کا تو سوال ہی نہیں کہ وہ خود لٹ چکے ہیں اور پناہ گیر (مہاجر) ہیں وہ تو اس لئے لڑ رہے ہیں کہ ان کے مسلمان ملک پہ ایک کمیونسٹ ملک نے جو کافروں کا سردار ہے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

یہ سن کر اس بوڑھے نے جو عالمی سیاست سے بے خبر ایک ان پڑھ دیہاتی تھا صرف اتنا کہا کہ ان پٹھانوں کو شکست نہیں ہو سکتی۔ انہیں یقیناً فتح ہوگی۔ روس افغانستان سے کب جاتا ہے اور کیسے جاتا ہے ایک بات واضح ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے افغان مجاہدین کے سامنے میدان جنگ میں روس کی کھلی شکست۔

اور اسلام کے اس عہد جدید کے اس معرکۂ جہاد میں پاکستان نے جو عزت کمائی ہے اور جو دوستی حاصل کی ہے وہ اس ملک اور قوم کا سرمایہ حیات بن جائے گی۔ ایک ایسی قوم کے ساتھ دوستی جس کی قوت ایمانی اور آزادی سے محبت نے روس کو شکست دی ہے پاکستان کے لئے کتنی قیمت رکھتی ہے اس کا اندازہ اس دنیا کی کسی دولت سے نہیں لگایا جا سکتا۔ کسی کی مبارک زبان نے کبھی کہا تھا۔ کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہوگا۔ یہ الفاظ ایک پیش گوئی ثابت ہوئے اسلام کی جدید تاریخ کی جنگ پاکستان کے پڑوس میں لڑی گئی۔ لیکن اس جنگ میں پاکستان کا جو کردار رہا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے کون سی حوصلہ شکنی تھی جو نہیں کی گئی۔ کونسا الزام تھا جو نہیں لگایا گیا ملک سے تو جو کچھ ہوا سو ہوا لیکن ملک کے اندر اس جنگ کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا لیکن پاکستان نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کا ایک قلعہ ہے تیس لاکھ سے زائد مہاجرین کو پناہ دی۔ دھماکوں میں جانوں کی قربانی دی اور بے پناہ استقامت دکھائی۔ پاکستان میں اس جہاد کے حامی حکمران ضیاء الحق کا جسم الزامات سے چھلنی کر دیا گیا اور آج بھی اسے معافی نہیں دی جا رہی لیکن معلوم نہیں اس شخص کو روشنی کی کرن کہاں سے نظر آگئی تھی۔ جو مخالفت کے اندھیروں میں اسے استقامت کا راستہ دکھاتی رہی اور جس نے اسے اس راستے سے ہٹنے نہ دیا افغانستان کے جہاد کا مثبت نتیجہ نکلنے میں نہ صرف یہ کہ ابھی بہت وقت باقی ہے بلکہ یہ راستہ جہاد سے کچھ کم مشکل اور صبر آزما نہیں ہے۔ یہ وقت بتائے گا کہ افغانستان کا مستقبل امن اور آزادی سے کب مستفید ہوگا۔ لیکن جو بات ظاہر ہو گئی وہ یہ کہ "تم سربلند ہو اگر تم مومن ہو" ہماری اسلامی تاریخ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بعد کفر کی قوتوں سے یہ دوسری جنگ ہے جو اسلام کے نام پر لڑی گئی ہے۔ یہ دنیا کی کوئی روایتی سی عام جنگ نہیں ہے ہمیں اس جنگ کی رفتار کو نہ صرف غور سے دیکھنا ہے بلکہ اس میں اپنا کردار بھی ادا کرنا ہے کیونکہ ہم تاریخ کا ایک ٹوٹا ہوا سلسلہ پھر سے جوڑ رہے ہیں۔ وہ سلسلہ جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات پر بظاہر ختم ہو گیا تھا۔

ایک افغان مجاہد روسی افواج پر فائرنگ کر رہا ہے،

حزبِ اسلامی ہیڈ کوارٹر نصرت مینہ میں شہداء کی فاتحہ خوانی کی تقریب سے حزب کے امیر گلبدین حکمتیار کا خطاب

حزبِ اسلامی کے ہیڈ کوارٹر نصرت مینہ (شمشتو) میں شہداء کی فاتحہ خوانی کی تقریب سے حزب کے امیر انجینئر گلبدین حکمت یار کا خطاب

میرے عزیز بھائیو! اس امر کا امکان ہے کہ حکومت پاکستان بالآخر اس بات پر مجبور ہو جائے کہ جنیوا مذاکرات میں کسی معاہدے پر دستخط کرے۔ اگرچہ حکومت پاکستان آج تک یہی کہہ رہی ہے کہ وہ نجیب حکومت سے معاہدہ کرنے کے لئے تیار نہیں مگر یہ ممکن ہے کہ بین الاقوامی سازشوں اور عالمی دباؤ کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے۔

مجاہد اور مہاجر بھائیو! روس اس معاہدے سے چند فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے، روس یہ کہتا ہے کہ جنیوا مذاکرات میں نجیب حکومت سے معاہدہ کیا جائے اور معاہدے کے بعد روسی افواج ایک ساتھ نہیں بلکہ بتدریج کئی مہینوں میں نکلے اور اس دوران جنگ بند ہو جائے۔ پاکستان میں مجاہد لیڈروں اور مہاجرین کی سرگرمیاں بند ہوں۔ کیونکہ معاہدے کی ایک شق یہ بھی ہے کہ دونوں جانب عدم مداخلت پر معاہدہ کریں افغانستان کی طرف سے پاکستان میں جاری تخریب کاری بند کی جائے اور پاکستان بھی مجاہدین کی سرگرمیوں پر پابندی لگا کر ان کے دفاتر بند کر دیں جتنی مدت میں روسی فوجیں افغانستان سے نکلیں گی اتنی مدت تک جنگ بند ہو اور مجاہدین جنگ سے دستبردار ہو جائیں اور مہاجرین بھی اسی دوران اپنے وطن واپس لوٹیں۔

جنگ بندی، روسی افواج کا انخلاء اور مہاجرین کا افغانستان جانا ان تینوں پر ایک سلسلہ عمل کیا جائے۔ روس کا یہ خیال ہے کہ اگر پورے دس مہینے تک جنگ بند ہو تو مہاجرین کا آنا شروع ہو جائے گا اور نجیب کی حکومت روسی تعاون کے نتیجہ میں ان مہاجرین کو پھر سے اپنے گھروں میں بسائے گی اور ان کے ساتھ وسیع کمک بھی کیا جائے گا اور یوں روسی افواج مکمل طور پر افغانستان سے نہیں گئیں ہوں گی کہ کٹھ پتلی نجیب حکومت کے خلاف دوبارہ مزاحمت اور مسلح جہاد کے امکانات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے

جنیوا مذاکرات میں جن باتوں پر توافق ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روسی افواج افغانستان سے تدریجی طور پر چلی جائیں اس دوران جنگ بندی کی جائے اور مہاجرین اپنے وطن واپس لوٹ جائیں۔ اور پاکستان میں بھی مجاہد لیڈروں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ لیکن عملی طور پر یہ معاہدہ قابل عمل نہیں کیونکہ ان مذاکرات میں مجاہدین فریق نہیں اور معاہدے میں ان کی شرکت نہیں۔ اس معاہدے پر عمل افغانستان میں مجاہدین کی موافقت اور رضامندی کے بغیر ممکن نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جنگ جاری اور مہاجرین واپس جانے کے لئے حالات کو مناسب نہیں دیکھیں گے جس کے نتیجہ میں مہاجرین کی واپسی اور جنگ بندی پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ دوام جنگ کے نتیجہ میں یا تو روس اس معاہدے کو توڑ دے گا اور دوبارہ جنیوا مذاکرات پر زور دے گا۔ اور یا یہ کہ روس اپنی طرف سے ڈاکٹر نجیب کی جگہ ایک ایسی حکومت درمیان میں لائے گا جس پر مغرب بھی خوش ہو اور ایک تعداد مجاہدین گروہ بھی اس حکومت میں حصہ لیں۔ اس طرح کی حکومت میں کمیونسٹ پارٹی کی بقاء اور ان کی زندگی بھی محفوظ ہو جائے گی، اور حکومت میں حصہ دار بھی ہوں گی۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ روس طرح کی حکومت بنانے کے لئے

کوشش کرے۔ بھارتی وزیر خارجہ کے دورۂ اٹلی کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہندوستان کے خارجہ وزیر نے ظاہر شاہ سے ملاقات کے لئے اٹلی کا سفر کیا ہے اس کا یہ سفر روس کے اشاروں کے بغیر ممکن نہیں۔ اور یہ بھی خارج از امکان ہے کہ ہندوستان روسی ایماء کے بغیر مسئلہ افغانستان کے بارے میں ایسا قدم اٹھائے

روس کے بیانات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کی حکومت بنانے کے درپے ہیں روس چاہتا ہے کہ اس طریقے سے تحریک مزاحمت کو کمزور اور ختم کردیں۔ اور افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہوجائے جس کے نتیجہ میں روس کے دوبارہ آنے کا جواز میسر ہوجائے اور روس یہ کہہ دیں کہ روس یہ برداشت نہیں کرسکتا ہے کہ اس کے جنوبی سرحدات یعنی اپنے ہمسایہ ملک افغانستان میں خانہ جنگی کی فضا دیکھے یہ روس کی سالمیت پر منفی اثر ڈالے گا۔ اسی وجہ سے روس مجبور ہے کہ دوبارہ اپنی افواج افغانستان بھیج دیں۔

روس افغانستان میں مجاہدین کی حکومت پر ایک ضعیف حکومت کو ترجیح دیتا ہے تاکہ وہ روس کے دوبارہ مداخلت کا مقابلہ نہ کر سکے اور روس پر انکا کے بغیر کوئی چارہ نہ رکھتا ہو وہ حکومتیں جو ملت کی تائید کے بغیر درمیان میں آ جاتی ہیں وہ اجنبیوں پر اتکا کے بغیر کوئی چارہ نہیں رکھتیں۔

اگر جنیوا میں معاہدہ ہوجائے تو مجاہدین اپنے جہاد سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ افغان مجاہد عوام روس کے تعاون سے قائم کمیونسٹ حکومت کو نہیں مانتے۔ افغانوں نے تنہا روس کے خلاف نہیں بلکہ روسی فوجی جارحیت سے پہلے کمیونسٹ انتظامیہ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ ایسا کبھی بھی نہیں ہوسکتا کہ افغانستان میں کمیونسٹ حکومت مسلط ہو۔ اور مجاہدین جہاد سے دستبردار ہوجائیں۔ اس لئے ہم تمام دنیا کو واضح کردینا چاہتے ہیں کہ جنیوا میں جو بھی معاہدہ ہوگا۔ ہم اس کے پابند نہیں۔ ہم یہ عہد کرچکے ہیں کہ جب تک افغانستان سے روسی افواج مکمل طور پر نہیں چلی جاتیں اور کمیونسٹ حکومت کا خاتمہ نہیں ہوجاتا افغان مجاہدین جہاد کرتے رہیں گے۔ تاکہ وہاں ایک سچی غیر وابستہ مستقل اسلامی حکومت قائم ہوجائے ہم دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب سے بے نیاز ہوکر اپنے اسلامی جہاد پر قائم رہیں گے اگرچہ اس راہ میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے لئے مشکلات پیدا کی جائیں

جب ہم نے جہاد کا آغاز کیا تھا تو اس وقت دنیا کا کوئی ملک بھی ہمارا پشت پناہ نہ تھا اور نہ ہی ہمارے پاس وسائل اور ہتھیار تھے۔ ایک قلیل تعداد مجاہدین نے صرف اور صرف اللہ تعالےٰ پر بھروسہ اور توکل کرکے کسی اور کے تعاون کے بغیر جہاد کا آغاز کیا تھا

اگر کوئی چاہتا ہے کہ افغان بحران صحیح معنوں میں حل ہوجائیں۔ اس علاقے میں صلح اور امن پیدا ہوجائیں تو اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ روس افغانستان سے بلا قید و شرط نکل جائے اور یہ موجودہ کٹھ پتلی کمیونسٹ انتظامیہ جو روس کے تعاون سے برسر اقتدار ہے کو اقتدار سے محروم کیا جائے اور اس کی جگہ افغانستان کے مسلمان عوام کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کریں۔

میرا یقین ہے کہ یہ مجاہدین کے لئے ایک آخری اور امتحانی مرحلہ ہوگا اور اس مرحلے کو طے کئے بغیر کامیابی ناممکن نہیں یہ مرحلہ ہمارے انقلاب کے سلسلے کا ایک طبعی مرحلہ ہے جس سے ہمیں گذرنا ہوگا۔

اگر امریکہ اور روس کی سازش کے نتیجہ میں افغانستان میں ایسی حکومت قائم ہوجائے جو دونوں شیطانی طاقتوں کے لئے قابل قبول ہو اور دونوں اس کی پشت پناہ ہو تو ہم اس طرح کی حکومت سے قطعاً خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ افغانستان کے بعض ضعیف البنیاد اور ضعیف العقیدہ لوگ یہ چاہتے ہوں کہ ظاہر شاہ کی حکومت دوبارہ قائم ہو تاکہ وہ بھی اس طرح کی حکومت میں عہدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے مگر یہ ناممکن ہے کیونکہ الگ چیز ہے اور ایثار و قربانی دینا الگ چیز اس طرح کے لوگوں میں قربانی و ایثار کا جذبہ ذرا بھی دکھائی نہیں دے رہا۔

میرا ایمان ہے کہ افغانستان میں صرف دو قوتیں موجود ہیں ایک جارح روسی افواج دوسرے افغان جیالے مجاہدین جب روس افغانستان سے نکل جائے گا تو میدان میں صرف مجاہدین کی قوت ہی رہ جائے گی۔ اور افغانستان میں جو حکومت بنے گی وہ مجاہدین کی حکومت ہوگی۔ میں افغانستان میں مجاہدین کے سوا کوئی دوسرا ایسا قوت نہیں دیکھتا ہوں جو قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔

ظاہر شاہ کے چاہنے والے بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ باجوڑ، کوئٹہ اور پارہ چنار میں ظاہر شاہ کے حامیوں نے جو جلوس نکالے تھے ان تین جلسوں کی مجموعی تعداد پانچ ہزار افراد تک بھی نہیں پہنچ پاتی۔ ان تینوں کے

حاصل

باشعور ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے
اور باخبر ہونا بہت بڑی آزمائش۔

جو کچھ ہو رہا ہے، وہ کسے دکھائی نہیں دے رہا
کوئی بدی دبے پاؤں آگے نہیں بڑھ رہی
ہر برائی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے
ہر پستی کو سرپرستی حاصل ہے
جو کچھ ہو رہا ہے، جیتی جاگتی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے

معاشروں کے یہی چلن ہوتے ہیں اور وقت کے یہی انداز،
جب ایک ایک ثانیے کی قیمت بڑھ جاتی ہے
ایک ایک لمحہ گراں قدر ہو جاتا ہے
بھلائی کی راہ میں اُٹھنے والوں کے پاس پیش کر دینے کے لیے پوری زندگی ہوتی ہے
ضائع کرنے کے لیے ایک لمحہ نہیں ہوتا

باشعور ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے
باخبر ہونا بہت بڑی آزمائش ہے
اور باضمیر ہونا بہت بڑی نعمت۔

اور کوتاہیٔ عمل کا کبھی کوئی جواز نہیں ہوتا
اگر یہ نعمت نصیب ہو۔
یقیناً سُنی اَن سُنی کر دینے والے بھی موجود ہوتے ہیں
ایسا ظاہر کرنے والے بھی ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں دکھ رہے

بلاشبہ ان کی کمی نہیں ہوتی
لیکن کیا آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں ؟

کیا وہ بھی ایسا کر سکتے ہیں
جنہیں شعور دیا گیا، جنہیں آگاہ کیا گیا
اور جنہیں چُن لیا گیا۔

واقفانِ حال!
کیا جواب دو گے کہ جانتے نہ تھے ؟
کیا حالات کی بات کرو گے ؟
مشکلات کی سند لاؤ گے ؟
مصائب کا سہارا لو گے ؟
کیا یہ کہو گے کہ ساتھ چلنے والے نہ تھے ؟
ثابت قدمی محال تھی ؟
استقامت کی کوئی مثال نہ تھی ؟
کوئی سینہ سپر نہ تھا ؟
کوئی ڈاکٹر نذیر نہ تھا ؟
کوئی عبدالمالک نہ تھا ؟
کیا کہو گے ؟ کیا ثابت کر سکو گے ؟
جو سب کچھ جانتا ہے اس کے سامنے کیا پیش کرو گے ؟
کیا دلیل لاؤ گے ؟

باشعور ہو! باخبر ہو! باضمیر ہو!
کیا کچھ نہیں رکھتے
تب کیا خالی ہاتھ جاؤ گے ؟

ہر جلسے میں ایک ہزار افراد بھی شریک نہ تھے ۳۵ لاکھ مہاجرین میں یہ تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کے بعد یہ افراد اس طرح کے جلوس بھی نہیں نکال سکیں گے کیونکہ ہم نے ان کا جواب دینے کے لئے لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ مہاجرین میں ان کے خلاف قہر و غضب کی لہر دوڑ گئی ہے گذشتہ دنوں صرف باجوڑ میں پندرہ ہزار سے زیادہ مہاجرین نے ایک بڑے جلسے کا انعقاد کر کے ان کے خلاف اپنے نفرت اور غم و غصے کا اظہار کیا اور انہیں تنبیہہ کی کہ اس کے بعد یہ حرکت نہ کریں۔ ظاہر شاہ کے حق میں مظاہرہ کرنے والے افراد کا انحصار صرف مظاہروں پر ہے نہ کہ قربانی اور ایثار کے لئے ان میں یہ ہمت نہیں کہ ظاہر شاہ کی حمایت میں قربانی دیں مجھے یہ نظر نہیں آتا کہ افغانستان میں کوئی فرد ظاہر شاہ کی حمایت میں قربانی دینے کے لئے امادہ ہو جائے۔ کیونکہ افغانستان کے مسلمان ملت نے ۱۳ لاکھ شہداء صرف اور صرف افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام اور خالص ایک اسلامی غیر وابستہ آزاد اور خود مختار حکومت کے قیام کے لئے دی ہیں۔ میرا پختہ یقین ہے کہ افغانستان کے جیالے عوام اس وقت تک جہاد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنی منزل مقصود حاصل نہ کریں۔

بڑی طاقتوں کی سازش سے جو حکومت بھی افغانستان میں قائم ہوگی۔ وہ مجاہدین کے لئے قابل قبول نہیں اور نہ ہی پائیدار ہو سکتی ہے۔ اس وقت مجاہدین ایک ایسی بڑی منظم قوت ہے جس پر باہر سے کوئی بھی ارادہ مسلط نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی مجاہدین کی قوت کو ختم کیا جا سکتا ہے مجاہدین وہ منظم قوت ہے جو گذشتہ نو برسوں سے روس جیسے سپر طاقت سے نہ تنہا یہ کہ برسرپیکار ہے بلکہ اسے زبردست رسوا کن شکست اور افغانستان سے بھاگنے پر مجبور کیا ہے۔ ایک ایسی قوت پر کہ باہر سے اپنے مذموم عزائم اور ارادے کیسے تکمیل کو پہنچا سکتی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ وہ افراد جو افغانستان کی جنگ سے پوری طرح باخبر نہ ہوں وہ تذبذب کا شکار ہوں۔ مگر میدان جہاد میں لڑنے والے اور قربانی دینے والے مجاہدین اس بات پر مطمئن ہیں کہ افغانستان میں مجاہدین اسلام کے سوا کوئی دوسرا شخص حکومت نہیں کر سکتا۔

میرا پختہ یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ بے دریغ قربانی ضائع نہیں ہو جائے گی اور بالآخر مجاہدین کے ہاتھوں افغانستان میں ایک آزاد خود مختار غیر وابستہ اسلامی حکومت وجود میں آئے گی افغان مسلمان مجاہد اللہ تبارک و تعالےٰ کے ساتھ یہ عہد کر چکے ہیں کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے بغیر کسی اور چیز پر راضی اور قانع نہیں ہوں گے اور جب تک افغانستان سے خارجی افواج کو باہر نہیں دھکیلا جاتا اور مجاہدین کے ہاتھوں ایک خالص اسلامی آزاد اور غیر وابستہ حکومت قائم نہیں ہو جاتی۔ ہم اپنے ہتھیار زمین پر نہیں رکھیں گے۔ افغان مسلمان عوام نے یہ عہد کر لیا ہے کہ وہ اپنے شہداء کے ساتھ خیانت نہیں کریں گے شہداء کے ارمانوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ شہیدوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ہمیں بہت بڑی امانت سپرد کی ہے۔ ہم کبھی بھی اس امانت میں خیانت نہیں کریں گے۔ اگر چہ سارے کے سارے ایک دن میں شہید ہو جائیں

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ ہماری باتوں کو مبالغے سے تعبیر کرتے ہوں مگر میں انہیں یہ کہوں گا کہ پہلے بھی بعض لوگ ہمارے جہاد کو تعجب کی نظروں سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ مجاہدین روس جیسی سپر طاقت کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کریں مگر آج دیکھتے ہیں کہ جہاد کی برکت سے روس افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی دور نہیں کہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ میں اس پر اتنا مطمئن اور متیقن ہوں جیسا کہ رات کی تاریکی کے بعد سورج طلوع ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

ایک افغانی مجاہد دشمن کے انتظار میں

تلخیص و ترجمہ : سلطان صدیقی

رُوسی فوجی ڈاکٹر گریگوری کا اِنٹرویو

گریگوری

ڈاکٹر گریگوری ذبیح بائیس سالہ روسی فوجی افغانستان کے صوبہ پروان کے علاقے جبل السراج کے روسی فوجی کیمپ میں طیارہ شکن گن چلانے پہ تعینات تھا۔ اور اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی کہ نہ تو دشمن کی طرف سے کوئی فضائی حملہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی بھولے سے کوئی دشمن طیارہ اس طرف آ نکلتا ہے جس کے خلاف اسے اپنا گن استعمال کرنے کا موقع ملے۔

نوجوان روسی فوجی جوان دنوں وادیٔ پنج شیر کے علاقے میں مجاہدین کی قید میں اپنی زندگی کے دن گزار رہے ہیں ڈاکٹر کا باپ گریگوری اپنے قصبہ میں ایک سیلزمین ہے اور اس کا چھوٹا بھائی سکول میں زیر تعلیم ہے ۱۹۸۴ء میں وہ میٹرک کا طالب علم تھا کہ اسے اپنے کلاس فیلوز سمیت جبری طور پہ فوج میں شامل کر لیا گیا۔ مختصر تربیت کے بعد جبری بھرتی کے ان فوجیوں کی اکثریت افغانستان کے میدان جنگ میں جھونک دی گئی خود اسے بھی دوسرے رنگروٹوں سمیت ۲۲ مارچ ۱۹۸۴ء کو بذریعہ طیارہ افغانستان کے دارالحکومت کابل پہنچا دیا گیا جہاں اسے فضائی دفاع کے لئے مخصوص راکٹ بٹالین کے رجمنٹ نمبر ۷۷ میں شامل کر لیا گیا۔ اور اسے کابل کے شمال میں واقع صوبہ پروان کے علاقے جبل السراج کے مقام قلعہ برج کے روسی فوجی کیمپ میں تعینات کر دیا گیا۔

وہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں افغانستان کے

اندر کوئی غیر ملکی فوجی سوائے روسیوں کے نظر نہیں آیا حالانکہ جب ہمیں افغانستان بھیجا جا رہا تھا۔ تو اس وقت ہمیں بتایا گیا تھا کہ افغانستان کے "انقلاب ثور" کو ناکام بنانے کے لئے پاکستان، چین، امریکہ اور عرب ممالک کی فوجیں افغانستان میں مداخلت کر رہی ہیں اور ہم نے وہاں جا کر بین المللی فرائض انجام دیتے ہوئے حملہ آور نکے خلاف افغان انقلاب کا دفاع کرنا ہے اس نے بتایا کہ مجھے غیر ملکی طیارے دیکھنے اور ان کی پرواز کا نظارہ کرنے کا بہت شوق ہے مگر ابھی تک مجھے ایسا موقع نہیں ملا۔

جبل السراج میں اُسے بتایا گیا تھا کہ غیر ملکی حملہ آور فوجیوں کا مستقر جنگی اہمیت کی حامل اہم وادی پنجشیر میں ہے اور وہ اپنے افسروں کی یہ بات جھٹلا نہیں سکتے تھے بلکہ انھیں ان کی باتوں پر ایمان کی حد تک یقین تھا۔ جبل السراج میں ایک ماہ گزارنے کے بعد اس کے یونٹ کو وادی پنجشیر منتقل ہونے کے احکامات ملے جہاں "غیر ملکی حملہ آور فوجوں" کی جانب سے کسی بھی قسم کی فائرنگ کا سختی اور شدت سے جواب دینا تھا مگر وکٹر کے مطابق چار ماہ کے عرصے میں جب وہ روسی دستوں کے ساتھ وہاں مقیم تھا کسی بھی جانب سے ایک فائر بھی نہیں ہوا۔

اسے اور اس کے ساتھ دوسرے روسی فوجیوں کو اس بات پر انتہائی حیرت اور تعجب ہو رہا تھا۔ کہ کہیں بھی انھیں مقامی آبادی کے ساتھ گھلنے ملنے نہیں دیا گیا عام آبادی تو بڑی بات افغان فوجیوں کے ساتھ بھی مل بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔

گریگوری کہہ رہا تھا کہ اس نے مجاہدین کے خلاف کسی بھی لڑائی میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ اسے فضائی حملوں سے دفاع کرنا تھی۔ اور یہاں تو فضائی حملہ ایک طرف مخالف "فوجیوں کے طیاروں کا کہیں نام و نشان نہیں تھا اور یہی باتیں سوچتے ہوئے مجھے احساس ہوتا تھا کہ ہمیں اپنے افسروں کی طرف سے ابھی تک جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔

انھوں نے بتایا کہ افغان صورتحال کے بارے میں اصل صورت حال سے روسی عوام کو بے خبر رکھا جاتا ہے اور میڈیا کے ذریعے یہ بتایا جاتا ہے کہ روسی فوجیں افغانستان کی سرحدوں پر سامراجی فوجوں کے حملے روک رہی ہیں جو مقامی "بسماچیوں" (مجاہدین) کی حمایت کر رہے ہیں اپنی گرفتاری سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ پنجشیر منتقلی کے چار ماہ بعد ایک روز وہ اپنی گاڑی سے پٹرول چوری کر کے ایک مقامی دکاندار کو فروخت کر رہا تھا کہ مجاہدین کے ایک دو رکنی چھاپہ مار گروپ نے آ کر اسے گرفتار کر لیا۔ ان کا تعلق پنجشیر کے کمانڈر احمد شاہ مسعود کے مجاہدین سے تھا اس نے بتایا کہ میں یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ مجاہدین مجھے کہاں لے جا رہے ہیں تاہم ان کا سلوک برادرانہ اور ہمدردانہ تھا جس پر مجھے خوشی" اور یہ امید بھی تھی کہ یہ لوگ میرے ساتھ تعاون کریں گے۔

پنجشیر میں اپنے مرکز میں مجاہدین نے اسے روایتی افغان کپڑے۔ جوتی اور ٹوپی دی جن کے پہننے سے اس کے روسی فوجی کی حیثیت سے پہچان مشکل ہو گئی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ زبان کی وجہ سے اس کے لئے پہلا اور بڑا مسئلہ مقامی مجاہدین کو اپنے تاثرات اور ضروریات سے آگاہ کرنا تھا۔ مجھے فارسی نہیں آتی تھی اور مجاہدین روسی سے نابلد تھے۔ یہ مسئلہ ایک افغان ڈرائیور نے حل کر دیا جو کابل میں ایک روسی ٹرانسپورٹ کمپنی کے ساتھ ماضی میں ایک عرصے تک کام کر چکا تھا اور ان سے روسی زبان سیکھ چکا تھا۔ کافی حد تک روانی سے بولتا تھا۔ چنانچہ اس نے میری کافی مدد کی مجاہدین نے مجھے ریڈیو سیٹ فراہم کیا اور کہا کہ تم روسی زبان کی نشریات سنتے رہو۔

مجاہدین کے ساتھ کافی عرصہ رہنے اور ان کے کردار و اخلاق سے متاثر ہونے کے بعد انھوں نے اسلام قبول کیا اور اس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا۔ اس کے مطابق یہ اسلام ہی کی قوت ہے کہ مجاہدین ایک سپر طاقت کے خلاف لڑنے کے جذبے سے سرشار ہیں اور ان کی راہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر گریگوری ان دنوں پنجشیر میں مجاہدین کے ایک مرکز میں قائم شفاخانہ میں کام کر رہے ہیں جہاں انھوں نے رفتہ رفتہ ایک مجاہد مولوی سے قرآن اور دیگر اسلامی کتب پڑھیں وہ کہہ رہا تھا کہ مجاہدین کی مدد کرتے ہوئے وہ بہت خوش ہیں اس نے بتایا کہ وہ شفاخانہ میں افغان ڈاکٹروں کا تعاون کرتے ہیں نسخے لکھتے ہیں اور مریضوں کو ادویات دیتے ہیں۔

جب اس سے روسی فوجیوں کی سمت عمل وغیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ چونکہ ایئر کرافٹ گن چلانے پر مامور تھا اس لئے اسے دیگر چیزوں کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ کیمیاوی ہتھیاروں سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے فیصلے کے مطابق کیمیاوی اور زہریلے ہتھیاروں کا استعمال ممنوع ہے لیکن سوویت فوجی

افغانستان میں اس کا کھلے عام استعمال کر رہے ہیں۔ پراودا نے ۱۱ جون ۱۹۸۳ کو ایک رپورٹ دی تھی جس میں پنج شیر کے علاقے میں زہریلی گیس استعمال کرنے کی خبر دی گئی ہے

اس نے بتایا کہ روسی فوجی زبردستی افغانستان بھیجے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں کوئی بھی شخص حکومت کے احکامات کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور حکم ماننے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حکومت کے کسی حکم کا صاف انکار کرتا ہے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور اس پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ ان کی حمایت کر رہا ہے اسے جیلوں میں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں اور اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے اور اس سے تحقیقات ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص فوجی خدمات سے انکار کرتا ہے تو اسے جیل لے جا کر پوچھا جاتا ہے کہ وہ روسی شہری ہے پھر وہ اپنے ملک کے دفاع کی خاطر فوجی خدمات کی انجام دہی سے انکار کیوں کرتا ہے۔ اگر خود کو روسی شہری نہیں سمجھتا اور روس کا دفاع نہیں کرنا چاہتا تو اس کا مطلب ہے کہ تم غیروں کے ایجنٹ اور جاسوس ہو۔ چنانچہ یہ کہہ کر اسے سزا دے دی جاتی ہے۔

گریگوری بتا رہا تھا کہ ہم روس کے اندر جس نظام کے تحت رہ رہے ہیں اسے اندرون پاسپورٹ اور ویزا سسٹم کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ کسی کو ایک ہی ملک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی اجازت نہیں اور اس نظام کے خلاف کوئی تحریک بھی نہیں چلا سکتا ہے نہ ہی شہروں اور قصبوں سے نکل کر افغانوں کی طرح پہاڑوں میں جا کر حکومت کے خلاف اٹھ سکتا ہے کیونکہ ہر جگہ پولیس موجود ہوتی ہے اور کے جی بی کے جاسوس ہوتے ہیں۔

تین سال سے زیادہ عرصے سے مجاہدین کی قید میں رہنے والے وکٹر گریگوری سے جب روس واپس جانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ روس واپس نہیں جانا چاہتا کیونکہ ایک تو وہ اسلام قبول کر چکا ہے، اور اب مسلمان ہے دوسرے وہ ایک قیدی ہے۔ اس نے کہا کہ میں آزادی کی جنگ لڑنے والے مجاہدین کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتا ہوں اور اگر مجاہدین افغانستان آزاد کرانے میں کامیاب ہوتے ہیں تو میں ہمیشہ کے لئے آزاد افغانستان میں رہنا پسند کروں گا۔

ادھر اے۔ ایم۔ آر۔ سی کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک اور روسی فوجی انیس سالہ یانو ولیشٹ الیگزنڈر پیری یوویچ ایک سال تک افغانستان کے ایک روسی گیریژن میں وائرلیس آپریٹر کے فرائض انجام دینے کے بعد لوگر صوبے میں روسی کیمپ سے فرار ہو کر مجاہدین سے آملا ہے۔ ازبکستان کے علاقہ تاشقند سے تعلق رکھنے والے اس روسی فوجی نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ فوج میں جبری بھرتی کے اسے آرمز مینو فیکچرنگ انسٹی ٹیوٹ تاشقند میں تربیت دی گئی۔ تربیت کے بعد جب اسے کابل بھیجا جا رہا تھا۔ تو اس کی والدہ نے اسے ہدایت کی کہ مجاہدین سے مت لڑنا بلکہ ان کی مدد کرنا۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۴ کو مجاہدین نے ان کے گیریژن پر حملہ کر دیا اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔ مجاہدین کے اس محاصرے کے خلاف روسی گیریژن کے کمانڈر نے الیگزنڈر کو وائرلیس کے ذریعے دوسرے گیریژن کو کمک بھیجنے کے لئے پیغام دینے کا حکم دیا۔ لیکن اس نے وائرلیس مشین خود خراب کر لی تھی۔ چنانچہ اپنے کمانڈر کو اس نے بتایا کہ وائرلیس مشین خراب ہے اور اس سے کوئی پیغام نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس کوتاہی پر اسے دوسرے گیریژن میں تبدیل کر دیا گیا اور جب اسے وہاں بھیجا جا رہا تھا تو دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں جس سے فوجی دستے میں افراتفری پھیل گئی اور اسے فرار ہونے میں کامیابی ہوئی۔ اس نے بتایا کہ وہ دو روز تک بھوکے پیاسے صحرا میں گذارنے کے بعد ایک جگہ اتحاد اسلامی کے مجاہدین کے پاس پہنچ گیا۔ جنہوں نے اسے بعد میں پاکتیا صوبے کے علاقے زازئی میں اپنے مرکز منتقل کر دیا جہاں اب وہ مجاہدین کے ساتھ زندگی کے باقی دن کاٹ رہا ہے۔

افغان مجاہدین کے حق میں لاہور میں ایک بڑا جلوس نکالا گیا

مجاہدین کی مرضی کے خلاف معاہدہ ہوا تو پاکستان بیروت بن جائے گا

پروفیسر غفور احمد، خان اشرف، مولانا اجمل، عبدالستار نیازی، سلمان بٹ، لیاقت بلوچ، زیڈ اے سلہری کا خطاب

ملک خون میں نہا جائے گا، کمیونسٹوں کو ختم کر دیں گے حکومت کو جیتی ہوئی جنگ ہارنے نہیں دیں گے

مولانا عبدالستار نیازی، مولانا محمد اجمل، پروفیسر غفور، حافظ سلیمان بٹ خان اشرف، زیڈ اے سلہری اور لیاقت بلوچ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں

لاہور (اپنے نامہ نگار سے) افغان مجاہدین کے ساتھ یکجہتی کے لیے گزشتہ دنوں بعض سیاسی، سماجی اور طلبہ تنظیموں نے گول باغ میں ایک جلسہ منعقد کیا جو بعد میں پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس پہنچ گیا۔ جلسہ میں تحریک خاکسار کے قائد خان اشرف جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور، اسلم سلیمی جمعیت علمائے اسلام کے مولانا اجمل خان، عبدالستار نیازی، زیڈ اے سلہری، حافظ

اسلام کی شیدائی خواتین افغان مجاہدین کے مؤقف کے حق میں لاہور شہر میں ایک بڑے جلوس کی شکل میں اپنی حمایت کی اظہار کر رہی ہیں

سلمان بٹ، لیاقت بلوچ نے شرکت کی جب کہ پاکستان قومی محاذ تنظیم آزادی کشمیر پریم یونین اسلامک یوتھ فورس تحریک انصار المبلغین اور پنجاب لیبر اتھارٹی کے راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور نے کہا کہ وزیراعظم پاکستان کی طرف سے جو اجلاس طلب کیا گیا ہے اس میں ابھی تک بعض سیاسی جماعتوں کو طلب نہیں کیا گیا۔ یہ اجلاس حکومت کا اجلاس ہے۔ جس میں وہ اپنے موقف پر تمام سیاسی جماعتوں کو قائل کرنے کی کوشش کرے گی۔ انہوں نے کہا یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ راجیو گاندھی ہمارے صدر صاحب سے یہ کہے کہ وہ نئی دہلی آکر مذاکرات کریں۔ اگر اسے مذاکرات کرنا ہیں تو وہ پاکستان آئے۔ انہوں نے کہا کہ جنیوا مذاکرات کا آغاز ہو چکا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا معاہدہ نہ کرے جس سے مجاہدین کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے

اور اگر حکومت نے ایسا کوئی معاہدہ کیا تو پھر حکومت یہ سمجھ لے کہ پاکستان افغانستان بیروت کی شکل اختیار کر لے گا۔ جمعیت علماء اسلام کے نائب مولانا عبدالحکیم نے کہا کہ اب وقت ہے کہ ہم جہاد کریں۔ اور تمام باطل قوتوں کو پاش پاش کر دیں۔ اسلامی انقلابی محاذ کے صدر امتیاز شامی نے کہا کہ اگر حکومت نے جنیوا مذاکرات کی میز پر کوئی غلط معاہدہ کر لیا تو ہم دنیا کے تختہ سے ہر کمیونسٹ کو ختم کر دیں گے،

قومی اسمبلی کے رکن لیاقت بلوچ نے کہا کہ افغانستان کے مسئلہ کا حل صرف اور صرف روسی فوجوں کے انخلاء سے ممکن ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد اجمل نے کہا کہ مسلمانوں کو موجودہ ذلت اس لیے برداشت کرنا پڑ رہی ہے کہ ہم نے جہاد کا راستہ ترک کر دیا ہے خاکسار تحریک کے قائد اشرف خان نے کہا کہ افغانستان کے جہاد میں شہید ہونے والے جنت کے صحیح حقدار ہیں۔ اب اگر جنیوا مذاکرات میں حکومت دب گئی تو پاکستان سرخ لہو میں رنگ جائے گا۔ زیڈ اے سلہری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم حکومت کو میدان میں جیتی ہوئی جنگ میز پر نہیں ہارنے دیں گے۔ مولانا عبدالستار نیازی نے کہا کہ اس وقت روس کا غنڈہ افغانستان میں موجود ہے۔ اور اس کی موجودگی کے باعث افغانستان میں افغانیوں کی عبوری حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ عبدالستار نیازی نے مزید کہا کہ روس اور امریکہ کو خوف ہے کہ کابل میں اسلامی حکومت کے بعد مجاہدین وسط ایشیا کو روند ڈالیں گے۔ امریکہ کو خطرہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں فلسطین آزاد ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر پاکستان نے جنیوا مذاکرات میں جرأت مندانہ مؤقف اختیار نہ کیا تو افغان مجاہدین کے خون سے غداری ہو گی۔

دولت نظر صاحب منصب روسی

روسی فوج سے ایک ترکمان سپاہی کے فرار کی کہانی

ترجمہ : محمد خلیل

سوال۔ آپ کا نام کیا ہے؟

جواب۔ میرا نام دولت نظر ہے۔

سوال۔ آپ کے والد کا نام کیا ہے۔

جواب۔ قل گلدی

سوال:۔ آپ کا تعلق روس کے کس علاقے سے ہے۔

جواب:۔ روسی ترکمنستان عشق آباد سے

سوال: آپ نے تعلیم حاصل کی ہے۔

جواب:۔ دس برس تک تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں

سوال۔ عمر کتنی ہے۔

جواب:۔ اکیس برس

سوال:۔ فوج میں کس وقت بھرتی ہوئے۔

جواب:۔ سنہ ۱۹۸۶ء

سوال:۔ کونسی ڈویژن یا بریگیڈ میں فوجی ملازم تھے

جواب:۔ توپ خانہ ڈویژن میں۔

سوال:۔ آپ کے ڈویژن کے کمانڈر کا نام کیا ہے؟

جواب:۔ نواجیلو۔

سوال:۔ کس تاریخ میں افغانستان آئے؟

جواب:۔ سنہ ۱۹۸۶ء میں افغانستان آیا۔

سوال:۔ کیا فوج میں بھرتی ہونے کے فوراً بعد افغانستان آئے؟

جواب:۔ نہیں سنہ ۱۹۸۰ء میں فوج میں بھرتی ہو کر کفتی بننے کے لئے ایک برس تک مزید تعلیم حاصل کی اور ایک برس گذرنے کے بعد افغانستان آیا۔

سوال:۔ آپ فوج میں کیوں بھرتی ہوئے۔

جواب:۔ روس میں یہ قانون ہے کہ ہر ۱۸ سالہ نوجوان کو فوج میں بھرتی کیا جاتا ہے میں بھی اس قانون کے تحت فوج میں بھرتی ہوا۔

سوال:۔ کیا آپ کو پتہ تھا کہ جب آپ فوج میں بھرتی ہو جائیں گے تو افغانستان بھیج دیے جائیں گے؟

جواب:۔ جی میں اس سے باخبر تھا لیکن میں مجبور تھا۔

سوال:۔ کس مقصد کے لئے آپ افغانستان آئے

جواب:۔ روس نے ہمیں یہ کہا تھا کہ افغانستان میں چین اور امریکہ نے مداخلت کی ہے آپ وہاں جا کر انہیں باہر نکال دیں

سوال:۔ جب آپ افغانستان آئے تو کیا آپ نے کوئی غیر ملکی فوج دیکھی؟

جواب:۔ مجھے اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکا تھا جب تک کہ مجاہدین کے ساتھ شامل نہیں ہوا جب مجاہدین کے شامل ہو گیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ افغانستان میں صرف اور صرف افغان عوام ہی روس کے خلاف لڑتے ہیں۔

سوال:۔ آپ نے افغانستان میں کتنا وقت گذارا ہے؟

جواب:۔ ۹ مہینہ تک روسی فوجی چوکی میں تھا اور اب گذشتہ آٹھ مہینوں سے مجاہدین کے ساتھ ہوں۔

سوال:۔ آپ افغانستان میں کونسے علاقے میں متعین تھے؟

جواب:۔ صوبہ کندز کے ہوائی اڈہ میں۔

سوال:۔ آپ نے افغانستان میں کیا دیکھا نیز روسی افواج کا حوصلہ کیسا نظر آیا؟

جواب:۔ میں اپنے چوکی سے باہر نہیں نکلا۔ افسروں کی طرف سے ہمیں صرف یہ کہا جاتا کہ اتنے فاصلے پر فلاں جگہ توپوں کے گولے برسائیں۔

سوال:۔ فوجی چوکیوں میں فوجیوں کو کیا مشکلات درپیش ہیں؟

جواب:۔ خالص روس فوجیوں کے لئے الگ چوکیاں ہیں اور روس مسلمان علاقوں سے تعلق رکھنے والے فوجیوں کے لئے الگ

سوال:۔ روسی افسروں کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا تھا؟

جواب:۔ روسی افسر ہر صبح آتے اور ہمیں یہ کہتے کہ آپ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو جائیں اور جس جگہ کا نشان ہم بتاتے ہیں۔ اسی علاقے پر توپوں کے گولے برسایا کریں۔

سوال:۔ ذاتی طور پر آپ کے ساتھ روسی افسروں

کا ردیہ کیسا تھا؟

جواب:۔ روسی افسروں سے کوئی فوجی بھی خوش نہیں وہ سپاہیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے اور غذا بھی بہت ناقص دی جاتی ہے۔

سوال:۔ آپ مجاہدین کے ساتھ کس وجہ سے شامل ہوئے؟

جواب:۔ توپوں کے ذریعہ گاؤں اور قصبوں پر گولہ باری کے بعد اپنے آس پاس بھیڑ بکری چرانے والے بچوں سے پوچھتے کہ توپ کے گولوں سے گاؤں اور قریوں میں لوگ مرجاتے ہیں یا نہیں؟ بچے بتاتے کہ آپ کی گولہ باری کی وجہ سے ہمارے والد ماں۔ بہن۔ بھائی شہید ہوجاتے ہیں۔ اُن سے پوچھتا کہ وہ مسلمان ہیں! وہ کہتے۔ شکر الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں نماز پڑھتے ہیں اور اسلام کے مقدس دین پر عمل کرتے ہیں۔ وہ بچے کہتے کہ آپ بھی ترکمان ہیں۔ اور ہماری طرح مسلمان ہیں۔ آپ کیوں ہم پر گولے برساتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ کے قریہ میں مجاہدین ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں اگر آپ اپنے آپ کو مجاہدین کے سپرد کردیں۔ تو وہ آپ کے ساتھ بیٹوں جیسا سلوک کریں گے۔ اسی وقت میں نے مجاہدین کے ساتھ شامل ہونے کا ارادہ کیا۔

سوال۔ روسی نژاد فوج اور غیر روسی نژاد سپاہیوں کے درمیان کیا تفاوت موجود ہے

جواب:۔ اگرچہ روسی افسر اپنے باپ ماں اور بھائی کو نہیں پہچانتے مگر پھر بھی روسی نژاد سپاہیوں کو محبوب سمجھتے ہیں۔ لیکن غیر روسی نژاد بخاری سپاہی بھی ایک دوسروں کو محبوب رکھتے ہیں۔

سوال:۔ جب آپ نے یہ ارادہ کرلیا کہ مجاہدین کے ساتھ شامل ہوجائیں تو کیا کسی اور سپاہی کو بھی اپنے ارادہ سے باخبر کیا تھا یا نہیں

جواب:۔ جب میں نے یہ ارادہ کرلیا کہ مجاہدین کے ساتھ شامل ہوجاؤں تو میں نے اپنے ایک ہم وطن ترکمان ساتھی کو بھی بتایا۔ لیکن اس نے میری بات کو مسترد کردیا۔ میں پھر تین بجے موقع پاکر اپنی چوکی سے فرار ہوگیا اور رات گندم کے کھیت میں گذاری۔ صبح ۹ بجے میری نظر ایک بچے پر پڑی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہاں قریب کوئی مجاہد ہے۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور کمانڈر گل محمد کو اطلاع دی۔ کچھ وقت گذرنے کے بعد کمانڈر گل محمد آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ دوپہر کے دو بجے تھے کہ میری تعاقب میں روسی افواج نے ایک بڑا حملہ کیا مگر مجاہدین نے روسی افواج کا یہ حملہ ناکام بنادیا۔

سوال:۔ جب آپ مجاہدین کے ساتھ شامل ہوئے تو اُس وقت مجاہدین کا ردِ عمل کیسا تھا؟

جواب:۔ جب میں مجاہدین کے ساتھ شامل ہوگیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے اسلام کے مقدس دین کے فرائض سکھائے وہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے ہیں۔

سوال:۔ کیا عشق آباد کے علاقے میں واقع سکولوں میں دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے

جواب:۔ وہاں کمیونزم کی تعلیم کے علاوہ کوئی دوسری تعلیم نہیں دی جاتی اور دینی تعلیم کا ایک حرف بھی نہیں پڑھایا جاتا۔

سوال:۔ جس وقت سے مجاہدین کے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ آپ نے دینی تعلیم سے کیا سیکھا ہے۔

جواب:۔ میں نے نماز روزہ قربانی اور دیگر ضروری دینی مسائل سیکھے۔ (ثبوت کے طور پر اس نے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھا اور قرآن مجید کی سورۃ اخلاص کی تلاوت کی۔

سوال:۔ جس وقت سے آپ مجاہدین کے ساتھ شامل ہوگئے ہیں آپ اپنے آپ کو کیا محسوس کرتے ہیں۔

جواب:۔ جس وقت سے میں مجاہدین سے آملا ہوں اور دینی علوم و فرائض سیکھے ہیں۔ میں بہت خوش و خرم ہوں اور موجودہ زندگی سے بہتر زندگی میں نے پہلے کبھی بھی نہیں گذاری تھی۔

س:۔ کس تاریخ میں آپ مجاہدین کے صفوں میں شامل ہوئے۔

جواب۔ گذشتہ ماہ رمضان کے تیسرے دن میں

سوال۔ مجاہدین کے ساتھ کتنا وقت گذارا؟

جواب۔ آٹھ ماہ اور پندرہ دن سے اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ رہتا ہوں

سوال۔ اس وقت آپ جہاد کی صف میں شامل ہیں۔ آئندہ کیا ارادہ رکھتے ہیں۔

جواب:۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ بہتر اسلحہ سے مسلح ہوکر روس کے خلاف جہاد میں حصہ لوں۔

سوال۔ کیا روسی والدین اپنے بچوں کو افغانستان بھیجنے پر راضی ہیں۔

جواب۔ نہیں وہ ہرگز راضی نہیں جب محکوم مسلم علاقوں سے سپاہیوں کو افغانستان بھیج دیتے ہیں۔ تو ان کے والدین اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ وہ مجاہدین پر صحیح فائر نہ کریں۔ وہ تمہارے مسلمان بھائی ہیں اور بخارا سے ہجرت کرکے

افغانستان چلے گئے ہیں۔

سوال:۔کیا آپ کے والد اور والدہ زندہ ہیں

جواب۔میرے والد اور والدہ فوت ہو چکے ہیں۔البتہ تین بڑے اور ایک چھوٹا بھائی عشق آباد میں زندگی گزار رہے ہیں

سوال۔وہ کیا کام کرتے ہیں؟

جواب:۔بڑا بھائی ڈرائیور ہے اور چھوٹے بھائی سکول پڑھتے ہیں اور سکول سے چھٹی کے بعد روزانہ حکومت کے مشکل کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔

سوال۔جب سے آپ اپنے کمانڈر کے ساتھ الفتح نامی چھاؤنی آئے ہیں کیا یہاں کسی مجاہد لیڈر سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے

جواب:۔میں نے جناب گلبدین حکمتیار سے ملاقات اور بات چیت کی ہے۔ حکمتیار صاحب نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور مجھے مجاہدین کی صفوں میں شمولیت پر مبارکباد پیش کی اور پوچھا کہ کیا میں دوبارہ جہاد میں شرکت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

سوال۔روسی افواج افغانستان میں جس ظلم اور بربریت کا ارتکاب کر رہی ہیں شاید آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔اگر آپ اس پر روشنی ڈالیں تو بہتر ہوگا۔

جواب:۔روسی فوجی سڑکوں کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور گاؤں و قریوں سے آتے ہوئے لوگوں کی جیبوں سے روپیہ چھین لیتے ہیں۔جب روسی فوجی کسی گاؤں اور قریہ پر حملہ کرتے ہیں۔تو ان کے گھروں کو جلا دیتے ہیں بوڑھوں اور بچوں کو زدوکوب کر کے شہید کر ڈالتے ہیں۔

سوال۔جب آپ مجاہدین کے ساتھ شامل ہو گئے تو کیا روسیوں نے کمانڈر سے مطالبہ نہیں کیا کہ آپ کو روس کے حوالے کر دیا جائے۔

جواب:۔جی ہاں روس نے یہ مطالبہ کیا اور کمانڈر سے کہا کہ اگر آپ نے یہ فوجی ہمیں حوالہ کیا تو آپ کو پچاس لاکھ روپے اور تیس کلاشنکوف دی جائیں گی۔مگر کمانڈر نے یہ سب کچھ مسترد کر دیا اور انہیں جواب بھیجا کہ میں اس کو تا آخری رمق تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

س:۔آپ روس میں افغانستان کے حالات سے کس حد تک باخبر تھے۔

جواب:۔ٹیلویژن میں روسیوں کو یہ دکھایا جاتا ہے کہ افغانستان میں امریکہ چینی فوجوں نے مداخلت کی ہے اور ہم تمہیں وہاں اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہاں جا کر افغانستان کو ان سے آزاد کراؤ۔لیکن ہمارے بزرگ یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں دروغ ہیں افغانستان کے عوام روس سے لڑتے ہیں۔افغانستان میں روس اور افغان عوام کے درمیان جنگ ہے۔

سوال۔ترکستان کے محکوم مسلمانوں کو جو روس کے غلام ہیں کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔

جواب:۔میں عشق آباد کے عوام اور وہاں آباد قوم کو کوئی پیغام نہیں دے سکتا اگر میں کوئی پیغام دوں گا۔تو وہاں روس میرے بھائیوں کو اذیت پہنچائے گا۔

سوال۔روس آپ کو کسی وجہ سے اتنی اہمیت دیتے کہ آپ کی رہائی کے بدلے میں وہ پچاس لاکھ روپے تیس عدد کلاشنکوف دینے اور بیس مجاہد قیدیوں کی رہائی کا وعدہ کرتے ہیں۔کیا کوئی بڑا فوجی راز آپ کے پاس ہے۔

جواب:۔اگرچہ میں توپ خانہ کے شعبہ میں زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہوں۔لیکن ان کا مقصد یہ ہے کہ میں روسیوں کے اسرار اور رموز مجاہدین کو نہ بتاؤں یہی وجہ تھی کہ وہ اس کوشش میں تھے کہ مجھے مجاہدین سے ہر قیمت پر حاصل کر کے قتل کر ڈالیں۔

سوال۔آپ اپنے ہم مسلک فوجی مسلمان بھائیوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب:۔میں اپنے ترکمنی فوجی مسلمان بھائیوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ وہ افغانستان کے مسلمانوں پر فائرنگ نہ کریں۔فوج سے فرار ہو کر مجاہدین افغانستان سے آ ملیں اور اسلام کے مقدس دین کو سیکھیں اور میری طرح مسلمان ہو جائیں۔

بقیہ (افغان مسلمانوں نے تیرا لاکھ شہداء)

کے ارمانوں کا خیال رکھ کر ان پر کوئی ایسا حل ٹھونسنے کی بے جا کوشش نہ کریں جس میں ظاہر شاہ یا کمیونسٹوں کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے کی تجویز ہو۔افغان عوام یہ احساس کر چکے ہیں کہ افغان مسئلے کا واحد حل جہاد کا میدان ہے اور یہ جہاد بلا شک وشبہ اس وقت تک جاری وساری رہے گا جب تک کہ افغانستان میں قرآن وسنت کی مکمل بالادستی حاصل نہ ہو اور اجنبی افواج بلا قید وشرط افغانستان سے چلی نہ جائیں۔افغانستان ایک آزاد خودمختار غیر وابستہ اسلامی ملک کے طور پر دنیا کے سامنے نہ ابھریں۔افغان عوام کی ان شرائط کو پورے ہوئے بغیر کوئی بھی حل قابل قبول نہیں اور افغان مجاہدین ان متذکرہ مقصود کو پہنچنے تک اپنا جہاد جاری رکھیں گے

پاکستان پر موجودہ جنیوا معاہدے پر دستخط کے لئے دباؤ نہ ڈالا جائے

یہ افغان عوام کی جدوجہد سے غداری اور پاکستان کو مشکلات میں دھکیلنے کے مترادف ہوگا

اسلامک کونسل آف یورپ کی امریکی اور یورپی سربراہان مملکت سے اپیل

۵ مارچ (اژانس افغان) اسلامک کونسل آف یورپ کے سیکرٹری جنرل جناب سالم عزام نے امریکی صدر ریگن برطانوی وزیر اعظم مسز تھیچر چیئرمین سربراہ مسٹر کوہل۔ فرانسیسی صدر متراں اور وزیر اعظم شیراک کے علاوہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوئیار سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان پر جنیوا معاہدے کو موجودہ صورت میں قبول کرنے کے لئے دباؤ نہ ڈالیں۔ کیونکہ اس وقت جنیوا معاہدے پر دستخط کرنے کا مطلب افغان عوام کی بے مثال جدوجہد سے غداری اور پاکستان کو مشکلات میں دھکیلنا ہوگا۔ اس لئے بھی کہ اس صورت حال میں مہاجرین اپنے گھروں کو واپس نہیں جا سکیں گے۔ جناب سالم عزام نے لندن سے امریکی اور یورپین رہنماؤں کو جو پیغام بھیجا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ روسی جارحیت اور روسی فوجوں کے جبر سے افغانستان پر مسلط حکومت کے خلاف افغان عوام کی آزادی اور حق خودارادیت کے لئے جدوجہد میں آپ کی حمایت کو مسلم ممالک اور آزاد دنیا میں ہمیشہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ ہم آپ کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ افغان مجاہدین نے روسی جارحیت سے قبل کابل کی کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ آج اگر ایسی کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ کسی معاہدے پر دستخط کئے جاتے ہیں تو یہ جارح روس کو سیاسی میدان میں وہ سب کچھ دے دے گا جو روس اب تک فوجی قوت سے حاصل نہیں کر سکا ہے۔ اسلامک کونسل آف یورپ کے پیغام میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ اگر جنیوا معاہدے پر موجودہ حالت میں دستخط کئے گئے تو یہ افغان عوام کی غیر ملکی جارحیت کی شاندار اور تاریخ ساز مزاحمت سے غداری کے مترادف ہوگا اور اس کے پاکستان پر انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ تیس لاکھ مہاجر پاکستان میں رہ جائیں گے کیونکہ وہ روسی کٹھ پتلی حکومت کے ماتحت افغانستان میں نہیں جا سکیں گے۔

اسلامک کونسل آف یورپ کے اس پیغام میں مغربی حکومتوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ہم زور دے کر یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ پاکستان پر موجودہ جنیوا معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے ہرگز دباؤ نہ ڈالا جائے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ افغان مجاہدین اور عوام کو جدوجہد آزادی میں آپ ان کی مدد اور حمایت جاری رکھیں جب تک ایسی صورت حال پیدا نہیں ہو جاتی کہ افغان عوام کی گذشتہ آٹھ برسوں کے دوران پیش کی گئی عظیم الشان قربانیاں نتیجہ خیز نہیں ہو جاتیں اور افغان عوام کی آزادانہ مرضی کے مطابق افغانستان کے معاملات طے نہیں ہوتے۔

سیکرٹری جنرل سالم عزام نے کہا ہے کہ اتحاد اسلامی افغان مجاہدین ہی افغان عوام کا جائز اور قانونی نمائندہ ہے کیونکہ صرف انہیں افغانستان کے عوام کا اعتماد اور حمایت حاصل ہے اور یہی وہ جائز اور قانونی فریق ہے۔ جس کے ساتھ مذاکرات منعقد ہونے چاہئیں اور صرف افغان اتحاد ہی افغانستان کے عوام کے مفادات کی نگہبانی اور ترجمانی کر سکتا ہے۔

ملک احمد سرور

افغانستان

علاقہ کنڑ کے اس گاؤں کی روداد
جس نے
جہاد میں شریک ہونے سے
انکار کر دیا تھا۔

عبدالرزاق کا گاؤں

مجھے یہ روداد پاکستانی نوجوان فضل الرحمٰن نے سنائی، جنہوں نے اس وقت، جبکہ وہ اپنی دینی تعلیم کے آخری سال میں تھے، اپنی زندگی جہاد بالسیف کے لیے وقف کر دی۔
فضل الرحمٰن سے اپنی یہ آپ بیتی دورانِ جہاد عبدالرزاق نے بیان کی۔ وہ اسی گاؤں کے رہنے والے تھے جس کے رہنے والوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ وہ اس جہاد میں کیوں شریک ہوں۔
—— عبدالرزاق نے کہا:

میں اس وقت ایک دینی مدرسے کا طالب علم تھا جب افغانستان پر روس کا فوجی قبضہ ہوا۔ روسی فوج ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو آئی مگر کمیونسٹوں نے اپنے ظلم کا آغاز نور محمد ترہ کئی کے برسرِ اقتدار آتے ہی شروع کر دیا تھا۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ترہ کئی سے پہلے افغانستان میں اسلامی نظامِ حکومت کے قیام کے لیے کام کرنے کی کھلی آزادی تھی۔ نہیں، ظاہر شاہ بھی ایک سیکولر ذہن رکھنے والا حکمران تھا اور اسلام کے نظامِ حکومت کو اپنے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب افغانستان کے پڑوس میں نظریہ اسلام کے نام پر ایک ملک بنا تو اس نے نہ صرف اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی شمولیت کی مخالفت کی بلکہ اس نے غفار خان کو ملا کر پختونستان کا سٹنٹ بھی کھڑا کیا۔ ظاہر شاہ کے دور میں لادینیت کے لگائے ہوئے پودے کی پوری پوری آبیاری بھی ظاہر شاہ اور اس کے ساتھیوں نے کی۔ داؤد وزیرِ اعظم بنا تو اس نے روس کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ افغان فضائیہ کو روسی افسر تربیت دیا کریں گے۔ بعد میں یہ معاہدہ بری فوج تک وسیع کر دیا گیا۔ اس سے پہلے افغان فوج کو ترکی کے مسلمان ماہرین تربیت دیتے تھے۔ اب گویا روسی مداخلت کا افغانستان میں باقاعدہ آغاز ہوا۔ چنانچہ کمیونسٹوں نے افغانستان میں اپنا اثر بڑھانا شروع کیا۔ نور احمد اعتمادی کے دور میں خلق پارٹی کے ایک جلسہ میں جب لینن پر درود پڑھا گیا تو علمائے نے احتجاج کیا اس پر ظاہر شاہ کے حکم سے تشدد کی انتہا کر دی گئی۔ کئی علماء شہید ہو گئے اور سینکڑوں گرفتار۔
جب داؤد ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر ۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو برسرِ اقتدار آیا تو اس نے روسیوں اور کمیونسٹوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اس ظلم کو مزید آگے بڑھایا۔ پرچم پارٹی نے چونکہ تختہ الٹنے میں اس کی مدد کی تھی اس لیے پرچمیوں کو حکومت میں زیادہ عہدے دیے گئے۔ جن لوگوں کی خاطر اس نے ظلم کا سلسلہ تیز تر کر دیا تھا، بالآخر انہی کے ہاتھوں وہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو موت کے گھاٹ اترا۔ اب ایک تیسرا ظالم برسرِ اقتدار آیا۔ (کمیونسٹ اسے اپنے انقلاب کا دن کہتے ہیں)، نور محمد ترہ کئی نے آتے ہی دین کا کام کرنے والوں اور علماء کو نہ صرف گرفتار کرنا شروع کر دیا بلکہ کمیونسٹ ایک منصوبہ کے تحت ان افراد کو قتل کرنے لگے جن کے بارے میں انہیں شک گزرتا کہ یہ کمیونزم کے مقابلے میں اسلام کی بات کرتے ہیں۔ خونِ ناحق اور ظلم کی یہ وہ انتہا تھی جس پر افغانستان کے بعض علاقوں میں کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا۔ ادھر حفیظ اللہ امین ترہ کئی کی جگہ برسرِ اقتدار آیا۔ نور محمد ترہ کئی کے ظلم کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ ترہ کئی کے دور میں بارہ ہزار سیاسی قیدی صرف کابل کی ایک جیل میں موت کے گھاٹ اتارے گئے ہیں لیکن حفیظ اللہ امین نے خود بھی یہ سلسلہ جاری رکھا۔ جلد ہی وہ انسانوں کے قتلِ عام میں دوسروں سے آگے نکل گیا۔
لیکن ظلم قوانینِ فطرت کے بھی خلاف ہے اور افغانستان کے مزاج کے بھی۔ افغانستان ایک ایسی سرزمین ہے جہاں کے لوگ ظلم برداشت کرنے کی بجائے ظلم کرنے والے ہاتھ توڑ دیا کرتے ہیں اس لیے وہ زیادہ دیر ظلم کی یہ لہریں برداشت نہ کر سکے۔ اب اس جہاد کا دائرہ پھیلنے لگا جو اپریل ۱۹۷۸ء کے بعد بعض علاقوں میں شروع ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر اس ظلم کے سرپرست

گھبرا گئے۔ روسیوں نے محسوس کیا کہ اب روس محض اپنے فوجی مشیروں کے بل بوتے پر یہ کھیل جاری نہیں رکھ سکتا اور نہ اس کی کٹھ پتلی حکومت برسر اقتدار رہ سکتی ہے۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو اس نے ایک لاکھ سے زیادہ جدید ترین ہتھیاروں سے مسلح فوج افغانستان میں اتار دی۔

یہ ایک ایسا عمل تھا جس کے بعد ظلم کے چہرے پر کوئی پردہ نہ رہا۔ روسی فوج کے آتے ہی پورے افغانستان میں مسلمان آزادی وطن اور ناموس دین کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجاہدین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ دوسری طرف روسی فوج کے آنے سے کمیونسٹوں کے حوصلے بھی بلند ہو گئے اور انہوں نے روسی فوج کے ساتھ مل کر ظلم کو انتہا تک پہنچانا شروع کیا۔ مدارس اور مساجد کو شہید کیا جانے لگا۔ قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایسے لوگوں کو چن چن کر قتل کیا جانے لگا۔ جن کے بارے میں گمان ہوتا کہ یہ مزاحمت کر سکتے ہیں۔ جس گاؤں کے بارے میں ذرہ بھی شک گزرتا کہ وہاں کوئی مجاہد رہتا ہے یا کوئی فرد جہاد کی بات کرتا ہے، وہاں پورا گاؤں تباہ کر دیا جاتا۔ دیہات پر اندھا دھند بمباریاں ہونے لگیں۔ آہستہ آہستہ افغانستان کے دیہات کھنڈرات بنتے چلے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے قافلے پاکستان کی طرف ہجرت کر رہے تھے اور نوجوان اپنے وطن کی آزادی کے لیے خون بہا رہے تھے۔ لیکن ایک گاؤں کے ساتھ اس کے ارد گرد کے چند دیہات میں مکمل سکوت تھا۔

یہ میرا گاؤں تھا۔

اس گاؤں اور اس کے آس پاس کے دیہات کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان لوگوں کو خبر ہی نہیں کہ روسی فوج نے افغانستان پر قبضہ کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں تھی۔ مظلوموں، زخمیوں، بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کے قافلے ان دیہات کے قریب سے گزر رہے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی کہ پہاڑ بھی رونے لگیں لیکن اس علاقے کے لوگ پتھروں سے بھی زیادہ سخت دل تھے۔ انہیں شاید نہ اپنے وطن سے محبت تھی نہ اپنے دین کی حرمت کا خیال تھا۔ انہیں سمجھانے کی کوشش کی جاتی تو ان کا ایک ہی جواب ہوتا: "ہمارا گاؤں محفوظ ہے، ہمیں دوسروں کی آگ میں کودنے کی ضرورت نہیں۔"

انہیں یہ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا کہ یہ "دوسرے" کون ہیں۔

ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم سناتے: "مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو ظالموں کے تشدد سے عاجز آ کر فریاد کر رہے ہیں: اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نجات دلا جہاں کے رہنے والے ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار کھڑا کر دے" ——— مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ ہم انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناتے: "جس شخص نے جہاد کیا، نہ کسی مجاہد کے لیے سامانِ جہاد تیار کر کے دیا، نہ کسی مجاہد کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی خلوص اور بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کی، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت سے پہلے بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔"

وہ سنی ان سنی کر دیتے بلکہ الٹا ہمیں سمجھانے لگتے۔

یہ تھے وہ حالات جب میں اور میرا دوست محمد یعقوب پشاور آئے۔ ہم نے علماء سے فتویٰ حاصل کیا تھا کہ افغان مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ اس فتوے کو پمفلٹ کی صورت میں چھپوایا۔ اور واپس کٹواز کی طرف روانہ ہوئے۔ افغانستان میں داخل ہونے کے بعد ہم نے رات کے سفر کو ترجیح دی اور بستیوں سے دور رہے۔ یہ اس وقت کے حالات میں ضروری تھا۔ لیکن وہ رات بہت تاریک تھی۔ اس لیے ہم غلطی سے ایک بستی کے قریب پہنچ گئے۔ بستی کے سرکاری پہریداروں نے ہمیں پکڑ لیا اور تلاشی لینے لگے۔ ہم خوف زدہ ہو گئے کہ پمفلٹ دیکھ لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تو ہی ہمارا مددگار ہے اور تیری رحمت ہی ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا سکتی ہے۔

——— معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقعوں پر دل سے جو دعا نکلتی ہے فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

ہم نے پہرے داروں کو بتایا کہ ہم طالب علم ہیں، چوری چکاری کے لیے اس بستی میں داخل نہیں ہوئے ہمیں سونے کے لیے جگہ درکار ہے۔ پہرے داروں نے ہماری بات مان لی اور مسجد میں سونے کی اجازت دے دی۔ ضمانت کے طور پر کلائی گھڑی انہوں نے مجھ سے لے لی۔

مسجد میں سونے کے لیے ہم لیٹ تو گئے مگر نیند ہم سے کوسوں دور تھی۔ ہم پر ایک خوف طاری تھا کہ اگر صبح ہمارے پاس پمفلٹ دیکھ لیا گیا تو کیا بنے گا۔ کبھی سوچتے کہ یہ بھی ممکن ہے پہرے دار کسی قریبی چوکی میں ہماری اطلاع دینے چلے گئے ہوں۔ ہم دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ رات یہاں بسر کرنے کی بجائے یہاں سے نکلنے کا سوچا جائے۔ ہم چپکے سے اٹھے، مسجد سے باہر نکلے۔ چھپتے چھپاتے بستی سے باہر نکل آئے۔ اور اللہ کا شکر ادا کیا جس نے ہمیں بچ کر نکلنے میں کامیابی عطا کی۔ یہ ہماری عملی زندگی کے ابتدائی دن تھے۔ ویسے بھی افغانستان میں بڑی مدت کے بعد جہاد کا آغاز ہوا تھا اور ہم آہستہ آہستہ اس کے عملی تقاضوں سے روشناس ہو رہے تھے۔ اس لیے ان ابتدائی دنوں میں گھبرا جانا فطری بات تھی۔ اب تو ہم اس میدان میں بہت آگے نکل آئے ہیں اور روسیوں اور روسیوں کے ایجنٹوں کو یوں دیکھتے ہیں جیسے مچھروں کو دیکھتے ہیں۔ اب تو موت کا خوف ہمیشہ کے لیے دور بھاگ گیا ہے اور شہادت کی آرزو دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے۔

چھتیس گھنٹے کھانا کھائے بغیر گزر چکے تھے۔ راستے میں ہمیں خود رو پھل دار درخت بھی نظر نہ آئے کہ کچھ کھا لیتے۔ بھوک اور پیاس تڑپا رہی تھی لیکن بھوک اور پیاس سے زیادہ منزل پر پہنچنے کا جذبہ تھا اس لیے سفر کرتے رہے۔ ایک جگہ کچھ آدمی نظر آئے تو ہم چھپ گئے۔ جہاں ہم چھپے تھے وہاں قریب ہی پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ جب گردن اٹھا کر دیکھتے تو پانی کی جھلک پیاس کو اور بڑھا دیتی مگر ہم اٹھ کر پانی پی نہیں سکتے تھے، کیونکہ دشمن کی نظر میں آنے اور پھر گرفتار ہو جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔ مغرب تک ہم اسی جگہ لیٹے رہے۔ جب اندھیرا چھا گیا تو اٹھے، پانی پیا اور چل پڑے۔ محمد یعقوب اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا اور میں اپنے گاؤں کی طرف۔

ایک بجے رات کو گھر پہنچا تو ماں نے بتایا کہ پولیس تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ تم کہاں گئے ہوئے ہو۔ یہ کہتے ہوئے مجھے میری ماں نے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا۔ مجھے گھر میں بند کر دیا گیا۔ میں زیادہ پریشان ہو گیا۔ گھر میں بند رہ کر میں گاؤں میں اور دوسرے دیہات میں پمفلٹ تقسیم نہیں کر سکتا تھا۔

ان دنوں میرا چھوٹا بھائی سخت بیمار تھا۔ یہ چھوٹے بھائی کی وفات تھی جس پر مجھے گھر سے باہر نکلنے کا موقع ملا۔ جنازے کے ساتھ جانے سے پہلے میں نے پمفلٹ ایک تھیلے

میں ڈالے۔ راستے میں ایک دوست سے بات کی کہ پمفلٹ تقسیم کرنے ہیں۔ اس نے اس موضوع پر بات سننے سے ہی انکار کر دیا۔ قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی تو ایک دوسرے دوست سے یہی بات کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بھی ایسے کام کے لیے تیار نہ ہوا۔

میں سوچنے لگا کہ جہاد کے سلسلے میں یہ پمفلٹ آخر پتھر دل انسانوں کی بستی میں کیسے پہنچاؤں۔ اگرچہ اس بات کی امید بھی کم ہی تھی کہ پمفلٹ پڑھنے کے بعد یہ لوگ جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مگر پھر یہ خیال آتا تھا کہ شاید چند افراد ہی حرکت میں آ جائیں۔

میں نے رات کے وقت پمفلٹ اٹھائے گھر سے نکلا اور پہاڑ پر چلا آیا۔ یہ بھی ایک تاریک رات تھی۔ میں پہاڑ پر بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس بستی کے لوگوں میں کس طرح جہاد کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو میں نے خدا کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے:

"اے اللہ تو ہی انسانوں کی بے حسی دور کر۔ اس بستی کے لوگوں میں اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کا احساس پیدا کر۔ اے قرآن پاک کی نعمت عطا فرمانے والے، ان میں جذبۂ جہاد پیدا کر۔ یا اللہ! جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں میری رہنمائی اور مدد فرما۔"

عین اس وقت تیز ہوا چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے کہ آندھی کا رخ گاؤں کی طرف تھا۔ اس کے ساتھ ہی میرے مالک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ یہ پمفلٹ ہوا کے حوالے کر دو۔ میں کھڑا ہو گیا اور پمفلٹ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا: "اے ہوا! جس نے تجھے میری مدد کو بھیجا ہے، اس کے دین کی سربلندی کے لیے یہ پمفلٹ اس بستی کے لوگوں تک پہنچا دے۔"

ہوا اور تیز ہو گئی۔ پمفلٹ ہوا کے زور پر اڑنے لگے۔ میں ہاتھوں میں پمفلٹ لے کر ہاتھ بلند کرتا اور انہیں چھوڑ دیتا۔ ہوا کے زور پر اڑتے ہوئے یہ پمفلٹ تاریکیوں کو عبور کرتے ہوئے گاؤں پہنچ رہے تھے۔ وہ گلیوں، چھتوں، صحنوں اور اس طرح لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے۔ میں پہاڑ پر کھڑا انہیں ہوا کے ساتھ اڑتے اور تاریکیوں میں غائب ہوتے دیکھ رہا تھا۔

لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانے کے جس کام کا میں نے آغاز کیا تھا، اس میں تھوڑی دیر پہلے تک میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہا تھا ———— لیکن اب جبکہ میں اس پہاڑ پر بظاہر تنہا کھڑا تھا، محسوس کر رہا تھا کہ میں تنہا نہیں ہوں۔

صبح کے وقت روسی ٹینکوں نے پورے گاؤں کو گھیرے میں لے لیا۔ کسی مخبر نے چند پمفلٹ اس اطلاع کے ساتھ روسی فوجیوں اور کمیونسٹوں کو پہنچا دیے تھے کہ مجاہدین اس گاؤں میں پمفلٹ تقسیم کر رہے ہیں اور گاؤں کے لوگ مجاہدین کے ساتھ ہیں۔

گاؤں کی پوری آبادی کو گھروں سے نکال باہر اکٹھا کر دیا گیا۔ ان میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ اب لوگوں کو مارنے پیٹنے کا وہ وحشیانہ عمل شروع ہوا جس کی خبریں اکثر اس گاؤں کے رہنے والوں تک پہنچتی رہتی تھیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ دوسرے دیہات کے لوگ بے قصور ہوتے تھے اور اس بستی کے لوگ اپنے دین کے مجرم تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم جہاد کو سننے سے انکار کر دیا تھا اور غلامی کا طوق خوشی سے گردن میں پہن لیا تھا۔ آج روسی آقا ان غلاموں کے ساتھ وہی سلوک کر رہے تھے جو ہمیشہ غلاموں سے ہوتا آیا ہے۔ یہ نبی کریمؐ کے ارشاد پر کان دھرنے کو تیار نہ تھے آج وقت کے کان ان کی چیخ و پکار پر بہرے ہو گئے تھے۔

نوجوانوں کو پیٹا گیا۔ کئی گرفتار کر لیے گئے۔ عورتوں کی تذلیل ہوئی۔ یہ سب کچھ ہوا تو ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ ہمسائے کے گھر میں آگ لگی ہو تو بے فکر ہو کر گہری نیند سونے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بھائی پر ظلم ہو رہا ہو تو کترا کر آگے نکل جانے والا بھائی اسی ظلم کا دوسرا شکار بن جاتا ہے۔ ان کے سامنے روسیوں اور کمیونسٹوں نے ان کے دین کو گالیاں دیں، اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑایا، قرآن پاک کی بے حرمتی کی، اور میری ہر سانس آپؐ پر قربان! آپؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تو انہیں یقین آ گیا کہ لٹے پٹے قافلوں والے جو کچھ کہتے تھے وہ سچ تھا۔

ٹینکوں کی گڑگڑاہٹ پھر بلند ہوئی۔ روسی اور ان کے گماشتے اپنا کام مکمل کر کے جا رہے تھے۔ زخموں سے چور انسانوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے سے سارے پردے ہٹ چکے تھے۔

بندوقیں کھونٹیوں سے اترنے لگیں۔ گولیاں گنی جانے لگیں۔ جس کے پاس جو کچھ تھا وہ اسے لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پتھر دل انسانوں کی بستی دیکھتے ہی دیکھتے جہاد کا ایک اور مورچہ بن گئی۔

میری دعا قبول ہو گئی تھی۔

ہمارے ٹھکانے اب پہاڑوں پر تھے۔ یہ انہی دنوں کی بات ہے، ایک رات جب میں ساتھیوں سے رخصت ہو کر گھر آیا تو بوڑھی ماں بستر پر بخار سے جل رہی تھی۔ عجیب عالم تھا۔ نہ میں ماں کے پاس زیادہ دیر ٹھہر سکتا تھا، نہ پہاڑوں پر ماں کو لے کر جا سکتا تھا۔ ماں نے میری طرف دیکھا اور کہا: "بیٹا! میری زندگی تمہارے کام سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔ تم مجھے خدا کے سپرد کر کے کافروں کے خلاف جہاد میں حصہ لو۔ میرا دل کہتا ہے تمہارا جہاد پر جانا تمہاری ماں کی بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔ میری وجہ سے تمہارا ایک لمحہ بھی جہاد کے میدان سے دور گزرا، تو بیٹا! مجھے تکلیف ہو گی۔"

میں نے کم عمر ماموں زاد بھائی کو ماں کے پاس چھوڑا اور قدم قدم پر دعائیں مانگتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا۔

یہ افغانستان کے عظیم جہاد کے ابتدائی دن تھے۔ بکھری بکھری کوششیں آہستہ آہستہ مربوط ہو رہی تھیں۔ افغان سرزمین کا ایک ایک انچ جہاد میں شریک ہوتا چلا جا رہا تھا۔

ہم نے اپنے علاقے میں مجاہدین کا جو گروپ بنایا اس نے فیصلہ کیا کہ دشمن کی رابطہ اور سپلائی لائنوں کو جتنا کمزور کیا جا سکے کیا جائے، تاکہ ایک چوکی پر حملہ کی صورت میں دشمن کو

فوری طور پر دوسری چوکی سے مدد نہ مل سکے۔ ہمارے پاس ہتھیار نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس لیے ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ہتھیاروں کے حصول ہی کا تھا۔ ہم نے سب سے پہلے دشمن کی ٹیلیفون لائنیں کاٹنی شروع کیں اور پھر ایک رات قریبی تھانے پر اچانک حملہ کر کے بہت سی رائفلیں حاصل کیں۔ تھانے سے ہمیں اتنی رائفلیں اور گولیاں مل گئیں کہ اب ہم دشمن کی کسی دوسری چوکی پر حملہ کر کے مزید اسلحہ حاصل کر سکتے تھے۔ ہمارے قدم آگے بڑھ رہے تھے۔

مجھے اپنی ماں کی بڑی فکر تھی۔ بار بار اس کی بیماری کا خیال آتا تھا۔ ایک رات ساتھیوں سے اجازت لے کر گھر پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھیے کہ چند دنوں میں ہی ماں بالکل تندرست ہو چکی تھی۔

میں جب گھر پہنچا تو ماں نے بتایا کہ پانچ مجاہد تمہارا یہاں انتظار کر رہے ہیں۔ یہ مجاہدین ایک دوسرے گاؤں سے آئے تھے اور اپنے ساتھ اسلحہ بھی لائے تھے۔ ماں نے انہیں گھر میں چھپا دیا تھا اور اسلحہ گھر کے صحن میں دبا دیا۔ ادھر روسی اور کمیونسٹ فوجیوں کو پتہ چل گیا کہ اس گاؤں میں چند مجاہدین آئے ہیں۔ وہ گھر گھر "تلاشی لینے لگے اور ہمارے گھر میں بھی داخل ہونے لگے۔ عین اس وقت میرے ماموں زاد بھائی کی حاضر دماغی کام کر گئی۔ وہ دس بارہ سال کا لڑکا ہی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھیں کہ جونہی دشمن کے فوجی دروازے پر آئے اس نے کہا: "ابھی تو دوسرے فوجی اس گھر کی تلاشی لے کر گئے ہیں اگر آپ دوبارہ تلاشی لینا چاہتے ہیں تو اندر آجائیں" ——— اور یوں دشمن کے فوجی تلاشی لیے بغیر چلے گئے۔

ہم جس کی راہ میں اٹھ کھڑے ہوئے تھے اس کی مدد کس مرحلے پر ہمارے ساتھ نہ تھی اب تو ماہ و سال کی بہت سی گردشیں گزر چکی ہیں۔ ہم لاتعداد معرکوں میں حصہ لے چکے ہیں اور اس آخری معرکے تک لڑنے کا عزم رکھتے ہیں جب تک دشمن کا آخری فوجی بھی یہاں دکھائی دے گا۔ میرے گاؤں اور آس پاس کے دیہات کے کتنے ہی نوجوان میرے ساتھی ہیں۔ ہر گھر اس پر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس کے افراد شریک جہاد ہیں۔ آگ برسانے والے اسلحے کا خوف، دشمن کے پاس ہتھیاروں کے انبار، دھمکیاں، ترغیب، تحریص، دنیا کا لالچ، ہر چیز بے معنی ہو چکی ہے۔ ایک جذبہ ہے جو ہم سب پر غالب آگیا ہے۔ ایک تمنا ہے جو ہر مجاہد کا ایمان بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کو ہم اپنے ساتھ دیکھتے ہیں۔ ہمارے سروں پر ہماری ماؤں کی دعاؤں کا سایہ ہے۔ ہم جس بستی کے قریب سے بھی گزرتے ہیں ہماری بہنیں کھانا تیار رکھتی ہیں۔ خدا جانے انہیں کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم وہاں سے گزرنے والے ہیں۔ بوڑھے ہمارے سروں پہ ہاتھ پھیرتے ہیں بچے ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ ہم کسی محاذ پر تنہا نہیں ہوتے۔ اور میں تو اس رات بھی تنہا نہیں تھا جب اس پہاڑ پر تنہا کھڑا تھا۔

<u>بقیہ: جہاد افغانستان ....</u>

بلکہ گذشتہ ہر بڑی طاقت کو ایسا سبق دیا۔ جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ برطانیہ دنیا کی نصف آبادی پر قابض تھا۔ اور اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس کو افغان عوام نے تین مرتبہ شکست فاش دی۔ کیا اس وقت بھی افغان بہادر عوام کو امریکہ یا کسی اور طاقت نے اسلحہ فراہم کیا تھا یا ان کی امداد کے لئے فوجیں بھیجی تھیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ افغانستان پر حملہ آور جارح طاقت ناکامی اور تباہی کے سوا کچھ نہ حاصل کر سکی۔ روس اور امریکہ اور زیادہ کوششیں کرلیں اور حربے آزمالیں وہ کسی طرح بھی افغان مجاہد عوام کے جہاد اور ان کی کامیابیوں پر پردہ ڈال کر ان کو بلیک میل نہ کر سکیں گے۔ یہ دونوں ملک اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ الٹا خسارے میں پڑ جائیں گے ان دونوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ افغان مجاہد عوام کی بہادری جرأت اور غیرت کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور ان کے احساسات کو مزید چھیڑنے سے باز رہیں افغان مجاہد اگر میدان جنگ میں جہاد کر کے اور بے شمار قربانیاں دے کر روس جیسی طاغوتی طاقت کو حیران کر سکتے ہیں تو وہ ان دونوں طاقتوں کے پروپیگنڈے اور چالوں سے نمٹنے میں بھی زبردست قابلیت اور اہلیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بصیرت ایک مومن کی بصیرت ہے۔ جس کے سامنے تو شیطان بھی عاجز ہے۔ مجاہدین افغانستان کسی ملک یا شخصیت کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ وہ ان کی کامیابیوں پر پانی پھیر دے مسئلہ افغانستان پر حکومت پاکستان کا موقف درست مبنی بر انصاف اور اسلامی اخوت پر تھا جس کو عالمی رائے عامہ نے بے حد سراہا اور اس کو مسلم دنیا کی بھرپور حمایت حاصل رہی بعض حلقوں کی جانب سے کہا گیا کہ مجاہدین کابل کی پٹھو حکمران جماعت کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے کی تجویز کو مان لیں مگر اتحاد مجاہدین کے صدر مولوی محمد یونس خالص نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

امریکہ کو چاہیئے کہ وہ روس کی ناکامی سے سبق حاصل کرے اور اسرائیل سے اپنی سرپرستی کا ہاتھ اٹھائے جہاں پچھلے دو ماہ سے اسرائیلی ظالم حکومت کو اب مسلم بنیاد پرستوں سے پالا پڑا ہے اور وہ اب اسلام کے جھنڈے تلے جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں۔ اب اسرائیل کا سامنا عرب نیشنلزم سے نہیں بلکہ مسلم مجاہدین کی نئی نسل سے ہے جن کا نعرہ یہ ہے کہ جہاد ان کا مسلک ہے اور وہ اسرائیلی ناسور کو نکال کر فلسطین میں ایک اسلامی مملکت قائم کریں گے۔

امریکہ اب روس سے گٹھ جوڑ کرنے سے باز رہے اور افغان عوام کو اپنی تقدیر کا فیصلہ کرنے دے۔ افغانستان کے عوام کو حق خود ارادیت حاصل ہے۔

محاذ جنگ کی خبریں

ہرات شہر کے نزدیک اسلحے کے ڈپو کا صفایا

قندھار کے نواح میں مجاہدین کے مرکز پر حملہ ناکام بنا دیا گیا

• ۵ر فروری (داژانس افغان) ہرات شہر کے نزدیک سب ڈویژنل قصبے دو آب میں مجاہدین نے اسلحے کے ڈپو کا صفایا کردیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۱۷ر جنوری کو مجاہدین امیونیشن ڈپو کے علاوہ تین حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جہاں دو ٹینک اور ایک ٹریلر تباہ ہوگیا۔ اس کارروائی میں بارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔

قندھار سے ملنے والی ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے محلہ جات کے علاقے میں اپنے مرکز پر روسی دستے کا حملہ ناکام بنا دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ روسی بکتر بند دستے نے ۲۴ر جنوری کو مجاہدین کے مرکز کا محاصرہ کرلیا جہاں مجاہدین پہلے سے مورچہ بند تھے۔ دن بھر کی کامیاب مزاحمت کے بعد حملہ آور دستے کو پسپا ہونا پڑا جو چار ٹینکوں کا ملبہ چھوڑ کر متعدد لاشیں اور زخمی لیے بھاگ نکلا۔

بغلان شہر میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

روسی افسر سمیت آٹھ فوجی ہلاک، بائیس گرفتار کر لیے گئے،

افغان دارالحکومت کابل کے شمال کی طرف شاہراہ سالانگ پر واقع صوبہ بغلان کے قصبے پل خمری میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر ڈاکٹر محمد اسماعیل کی قیادت ۲۸ر جنوری کو تین حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جہاں نیتیس کلاشنکوف رائفلیں اور بھاری مقدار میں گولہ بارود پر قبضہ کرلیا گیا۔ اسی معرکے میں چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے جب کہ مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ اسی روز بغلان شہر میں مجاہدین کے ساتھ تصادم میں ایک روسی افسر اور خاد کے دو اہلکار ہلاک ہوگئے۔ جو فوجی گاڑی میں سوار خاد کے دفتر جا رہے تھے۔ مجاہدین کی قیادت کمانڈر مامور محمد رسول خان کر رہے تھے۔ اطلاعات کے مطابق ۲۴ر جنوری کو مجاہدین نے کمانڈر معلم اکبر کی سرکردگی میں گشتی دستے پر یلغار کرکے چار کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت قابو کر لیے۔ صوبہ بغلان کے علاقے یخ چال اور درسال میں ۲۱ جنوری کی کارروائیوں کے دوران تین فوجی ہلاک اور اٹھارہ گرفتار کر لیے گئے۔

کابل میں قرعہ گریژن کے بیشتر افغان فوجی فرار ہو گئے

روسی حکام نے اپنی حفاظت کے لیے کابل کے گرد تین حصار قائم کر لیے،

۲۸ر فروری (داژانس افغان) جنیوا مذاکرات سے قبل افغانستان میں فوجی چھاؤنیوں سے بڑے پیمانے پر افغان سپاہیوں کے فرار ہونے کی اطلاعات ملی ہیں جب کہ کابل کے قرعہ گریژن سے پچاس فیصد افغان فوجی اسلحے سمیت بھاگ نکلے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کا کہنا ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے افغان فوجیوں کے فرار ہونے کا تناسب بڑھ گیا تھا۔ جس میں سات جماعتی اتحاد کی طرف سے حالیہ اعلامیے کے بعد تیزی آگئی ہے۔ سات جماعتی اتحاد کے اعلامیے میں افغان فوجیوں اور ملیشیا کے افراد کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ روسیوں کی غلامی ترک کرکے مجاہدین کے نزدیک ترین

مراکز میں پہنچ جائیں۔ اطلاعات کے مطابق قرغنہ کے فوجی گریژن سے افغان سپاہیوں کے بھاگنے سے قابض روسی حکام نے کابل کو حفاظتی چوکی کے تین حصاروں میں گھیر لیا ہے۔ جس کے اردگرد پہلے ہی حفاظتی چوکیوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ قرغنہ گریژن سے افغان فوجیوں کے فرار کو روکنے کے لیے روسی حکام نے گریژن کے چاروں طرف کیمپ قائم کئے ہیں۔ جہاں صرف روسی فوجی تعینات ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حفاظتی چوکیوں کا پہلا حصار کابل سے دو کلومیٹر کے دائرے میں قائم تھا۔ جب کہ حفاظتی چوکیوں کا دوسرا اور تیسرا سلسلہ کابل سے بالترتیب چار اور نو کلومیٹر کے فاصلے پر تعمیر کیا گیا ہے۔

صوبہ غزنی میں کابل قندھار شاہراہ پر چھاپہ مار کارروائیاں

تیرہ روسی فوجی ہلاک و زخمی ایک ٹینک تباہ ہوگیا

افغان صوبے غزنی میں مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ پر سب ڈویژنل قصبے قرہ باغ کے نزدیک روسی دستوں کو دوبارہ نشانہ بنایا جو مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کرنے والے تھے۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۱۹ر فروری کو منگٹی کے مقام پر روسی دستے پر یلغار کی جو مزاحمت کیے بغیر بھاگ نکلا۔ اگلے روز اسی مقام پر مجاہدین نے ایک اور دستے کو مار بھگایا جسے ایک ٹینک سے محروم ہونا پڑا۔ ان کارروائیوں میں تیرہ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

بگرام ایئرپورٹ پر اترتے ہوئے روسی ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ

۲ر فروری (اژانس افغان) افغانستان میں روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام میں مجاہدین نے ایک روسی ٹرانسپورٹ طیارہ گرالیا جو ہوائی اڈے پر اتر رہا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ قلعہ گٹی کے مرکز سے سامان رسد لانے والے روسی طیارے کو مجاہدین نے ۲۴ر جنوری کی رات میزائلوں سے نشانہ بنایا۔ میزائل لگتے ہی طیارے کو آگ لگ گئی جو بگرام ہوائی اڈے سے چار کلومیٹر دور شمال کی طرف گر کر تباہ ہوگیا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ طیارے میں کتنے افراد سوار تھے۔ ادھر کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر کے قصبے برکی برک میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ۲۵ر جنوری کو گشتی فوجی دستے کی ایک گاڑی تباہ ہوگئی۔ غزنی شہر سے ملنے والی ایک اور اطلاع کے مطابق ۲۳ر جنوری کو چھاپہ مار مجاہدین کے ساتھ تصادم میں کابل فوج کا ایک مقامی کمانڈر اور اس کے حفاظتی دستے کا ایک فوجی ہلاک ہوگیا۔ فوجی کمانڈر حفاظتی دستے کے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر جا رہا تھا کہ مجاہدین کے حملے کی زد میں آگیا۔

ہرات شہر میں حفاظتی چوکی کا صفایا

چھاپہ مار کارروائیوں میں ایک کمانڈر سمیت نو فوجی ہلاک ہوگئے،

ہرات شہر میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۱۸ جنوری کو کمانڈر عبدالکریم کی قیادت میں راکٹوں سے حملہ کر کے ایک حفاظتی چوکی ملبے کا ڈھیر بنا دی۔ راکٹوں کی بوچھاڑ سے حفاظتی چوکی کا ایک ٹینک اور ایک جیپ تباہ ہوگئی۔ جس کے ساتھ وہاں پر متعین فوجی دستہ بھاگ نکلا۔ مجاہدین دس کلاشنکوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ پر قبضہ کر کے واپس نکل گئے۔ ایرانی سرحد کے نزدیک واقع صوبہ ہرات کے سرحدی قصبے اسلام قلعہ میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ۲۳ر جنوری کو گشتی فوجی دستے پر یلغار کی جس کے دوران ایک فوجی کمانڈر نورالدین ہلاک اور دو کٹھ پتلی فوجی زخمی ہوگئے۔ اطلاعات کے مطابق اس علاقے میں جنوری کے تیسرے ہفتے کی چھاپہ مار کارروائیوں میں ایک ٹرک اور ٹینک تباہ کرنے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحہ اور سامان رسد مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ان کارروائیوں میں آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی بتائے گئے ہیں۔

صوبہ فاریاب میں روسی طیاروں کی انتقامی بمباری سے تیس افراد ہلاک،

۴ر فروری (اژانس افغان) روسی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمال مغربی صوبے فاریاب میں روسی طیاروں نے سرحدی قصبے دولت آباد کی نواحی آبادیوں پر انتقامی بمباری

کی جس کے نتیجے میں چھ مجاہدین سمیت تیس شہری جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی طیاروں نے ۱۹ر جنوری کو صوبہ فاریاب کے ہیڈ کوارٹر میمنہ کے شمال میں دولت آباد کے نزدیک دیہی آبادیوں کو نشانہ بنایا۔ بمباری سے شدید جانی نقصان کے علاوہ پچیس مکانات تباہ اور متعدد مویشی ہلاک ہوگئے۔ روسی طیاروں نے انتقامی بمباری ۱۵ر جنوری کو دولت آباد اور شیرین تگاب کے قصبوں میں مجاہدین کے حملے کے بعد کی جس کے دوران پانچ فوجی ٹھکانے تباہ کر دیئے گئے تھے۔ وسطی افغانستان کے صوبے غور سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق صوبائی ہیڈ کوارٹر چخچران کے نزدیک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔

صوبہ کنڑ میں مجاہدین اور فوجی دستے کا تصادم

وادی پنجشیر میں دو حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا،

افغانستان کے صوبے کنڑ میں ۲۲ر جنوری کو سب ڈویژنل قصبے اوٹہ پور میں گشتی دستے اور مجاہدین کے درمیان جھڑپ میں دو مجاہد شہید اور پانچ زخمی ہوگئے۔ رات کی تاریکی کے باعث فرار ہونے والے دستے کے نقصان کا علم نہیں ہو سکا۔ ادھر صوبہ وردک کے ہیڈ کوارٹر میدان شہر کے نزدیک مجاہدین نے ۱۸ر جنوری کو فوجی دستے پر حملہ کیا۔ آدھ گھنٹہ تک کی اس لڑائی میں چھ مجاہدین زخمی ہوئے جب کہ فوجی دستہ زخمیوں سمیت بھاگ نکلا۔ وادی پنجشیر کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے جنوری کے تیسرے ہفتے نواخ کے علاقے میں دو حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔ جہاں پر متعین کابل فوجی مزاحمت کئے بغیر فرار ہوگئے۔ اسی علاقے میں ایک اور کارروائی کے دوران مجاہدین نے سامان رسد کے قافلے پر یلغار کی جسے ایک ٹینک سے محروم ہونا پڑا۔ ٹینک کا عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔

صوبہ پکتیا میں روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

کابل سے گردیز آنے والا روسی دستہ مجاہدین کے محاصرے میں

افغانستان کے صوبہ پکتیا میں مجاہدین نے نے نری کے علاقے میں ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے وادی لوگر کے سب ڈویژنل قصبے محمد آغا کے نزدیک ایک روسی دستے کو گھیرے میں لے لیا ہے جو کابل سے گردیز جا رہا تھا۔ افغان پریس ایجنسی کے مطابق مجاہدین نے ۱۱ر جنوری کی صبح طیارہ شکن میزائل کے ذریعے روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا۔ ہیلی کاپٹر کا ملبہ نری قصبے کے نواح میں ملبے کی صورت میں بکھر گیا جس کی زد میں آ کر روسی پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہو گیا۔ ادھر وادی لوگر میں مجاہدین نے ۱۲ر اکتوبر سے محمد آغا قصبے کے نزدیک روسی دستے کا محاصرہ کر رکھا ہے جو سامان رسد لے کر کابل سے گردیز آ رہا تھا۔ مجاہدین کے پاس طیارہ شکن میزائلوں کی موجودگی سے قابض روسی حکام ہیلی کاپٹر اور جنگی جہاز استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ تاہم فریقین کے درمیان ۲۲ر جنوری کی اطلاعات کے مطابق گولہ باری کا سلسلہ جاری تھا۔ جس کے نقصان کی تفصیل نہیں بتائی گئی

صوبہ بدخشاں میں حفاظتی چوکی پر مجاہدین کا حملہ

صوبہ بدخشاں سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر عبدالبصیر کی قیادت میں صوبائی ہیڈ کوارٹر فیض آباد کے نزدیک حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا اس معرکے میں دو گھنٹے کی خونریز جھڑپ کے بعد مجاہدین حفاظتی چوکی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جہاں چار روسی فوجی ہلاک اور دس گرفتار کر لیے گئے۔ جب کہ دیگر بھاگ نکلے۔ حفاظتی چوکی سے ایک مارٹر گن۔ سات ہلکی اور بھاری مشین گنیں۔ ایک وائرلیس سیٹ اور پینتیس کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

قندھار میں روسی کرنل اور سویلین مشیر ہلاک کر دیئے گئے

قندھار شہر سے متصل سب ڈویژن ارغنداب میں مجاہدین نے ایک روسی کرنل اور ایک سویلین مشیر کو ہلاک کر دیا ہے اطلاعات کے مطابق یہ دونوں اعلیٰ روسی افسر ارغنداب کے سرکاری مرکز پر ۲۳ر فروری کو مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہونے والے سولہ افراد

میں شامل تھے۔ مجاہدین نے ارغنداب کے مرکز پر راکٹوں سے حملہ کیا جس سے متعدد عمارات تباہ ہوگئیں۔ اس کے ساتھ مجاہدین کے اگلے دستوں نے دستی بموں اور چھوٹے خودکار ہتھیاروں سے مرکز کے گرد قائم حفاظتی مورچوں پر ہلہ بول دیا اور متعدد پختہ مورچے تباہ کردیے چند مجاہد زخمی ہوئے اور تمام مجاہدین کسی جانی نقصان کے بغیر اپنی کارروائی مکمل کرکے اپنے محفوظ علاقوں میں پہنچ گئے۔

افغان اتحاد کی مجوزہ عبوری حکومت کے اعلان پر تین سو فوجی مجاہدین سے آملے۔

مجاہدین نے افغان فوجیوں کو اعلامیہ، عام معافی اور تعمیر نو کی اپیل سے آگاہ کیا تھا۔

۲ مارچ (اژانس افغان) دارالحکومت کابل سے متصل شمالی صوبے پروان میں تیسرے ہفتے کے دوران بارہ حفاظتی چوکیوں کے تمام افغان فوجی افسروں سمیت اپنی چوکیاں خالی کرکے مجاہدین سے آملے ہیں۔ یہ افغان فوجی جن کی تعداد تین سو سے زائد ہے اپنا پورا اسلحہ ساتھ لائے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق افغان اتحاد کی جانب سے مجوزہ عبوری حکومت کے اعلان کے بعد صوبہ پروان کے علاقے صوفیان میں مجاہدین نے افغان فوجیوں سے رابطہ قائم کیا انہیں افغان اتحاد کے اعلامیہ، عام معافی اور سرکاری ملازمین کے مجاہدین سے آملنے اور تعمیر نو کی اپیل کی تفصیلات بتائیں۔ جس کے بعد "سہ حوت" ۲۲ فروری کے تاریخی دن وہ بیک وقت اپنی چوکیاں خالی کرکے مجاہدین کے مراکز میں پہنچ گئے۔ یاد رہے کہ روسی فوجوں کے قبضے کے خلاف ۲۲ فروری ۱۹۸۰ کو دارالحکومت کابل میں وسیع پیمانے پر مظاہرے ہوئے تھے جنھیں کچلنے کے لئے روسیوں نے بے رحمانہ طاقت استعمال کی تھی اور کابل شہر میں مسلح تحریک مزاحمت پھوٹ پڑی تھی اور تین روز تک سرکاری دفاتر اور فوجی علاقوں کے علاوہ پورا کابل شہر حریت پسندوں کے قبضے میں تھا۔ صوفیان کے مجاہدین سے آملنے والے فوجیوں نے ۲۴ فروری کو صوفیان میں صوبہ پروان میں کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری آصف نیرو کے گھر پر قائم حفاظتی چوکی پر حملہ کر کے مکان اور چوکی دونوں تباہ کر دیں۔ اطلاعات کے مطابق اب صوفیان کا سارا علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

کرم ایجنسی میں ظاہر شاہ کیخلاف ۲۵ ہزار مہاجرین کا مظاہرہ

کرم ایجنسی میں افغان مہاجرین نے سوموار کے روز سابق شاہ ظاہر شاہ کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا ہے۔ یہ مظاہرہ صدہ قصبے کے قریب ششو مہاجر کیمپ میں ہوا جس میں اطلاعات کے مطابق ۲۵ ہزار سے زائد مہاجرین نے حصہ لیا۔ ان مہاجرین سے افغان اتحاد کے مقامی راہنماؤں نے خطاب بھی کیا۔ مقررین نے کہا کہ ظاہر شاہ کو عالمی سامراج اور ہندوستان کے آلۂ کار کے طور پر افغان عوام پر مسلط کرنے کی سازش ہو رہی ہے جسے افغانستان کے مجاہدین عوام ناکام بنا دیں گے

خوست کی جنگ میں ساڑھے سات سو فوجی ہلاک ڈیڑھ ہزار زخمی

ہلاک ہونے والوں میں دو جنرل شامل ہیں۔ پندرہ طیارے

ایک سو ستر ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ

۳ فروری (اژانس افغان) افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر ۲۲ نومبر سے ۱۶ جنوری کے درمیان جنگ کے دوران ساڑھے سات سو سے زائد فوجی ہلاک ہوئے جن میں اکثریت روسیوں پر مشتمل تھی۔ حزب اسلامی یونس خالص کے ترجمان مولوی محمد یعقوب شریعت یار نے اس جنگ کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ دو ماہ کی طویل لڑائی میں ڈیڑھ ہزار روس کٹھ پتلی فوجی زخمی اور ایک سو گیارہ گرفتار کئے گئے۔ جن میں اڑسٹھ روسی شامل ہیں۔ اس لڑائی میں چار ٹرانسپورٹ طیاروں سمیت پندرہ جنگی جہاز تباہ کئے گئے جبکہ تیس ٹینک، دس بکتر بند گاڑیاں اور ستر ٹرک، آئل ٹینکر اڑا دیے گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں کابل فوج کے چیف آف آپریشنل سٹاف جنرل امام الدین اور بریگیڈیئر جنرل عارف قندھاری شامل ہیں۔

خوست کے محاصرے کا دفاع کرتے ہوئے ایک سو چار مجاہد شہید اور دو سو اٹھاسی شدید زخمی ہوگئے۔ خوست کے محاذ پر جھڑپوں کا سلسلہ ۲ جنوری تک جاری رہا۔ جن کے نتیجے میں سات فوجی گاڑیاں تباہ اور ایک ٹرانسپورٹ طیارہ گرا لیا گیا۔ ترجمان کے مطابق فوجی دستوں کی واپسی کے بعد مجاہدین نے دومندی سے دیگران خیل تک علاقے پر قبضہ کر لیا جہاں زدران کے مقام پر بارودی سرنگیں صاف کرتے ہوئے تین مجاہد شہید ہو گئے تھے۔ زدران کی وادی روسی فوج کی بربریت کا بدترین نشانہ بنی ہے۔

روسی فوج مجاہدین کے دباؤ سے زدران چھوڑنے پر مجبور ہوئی

صوبہ پکتیا کے کمانڈر جلال الدین حقانی کی طرف سے ریڈیو کابل کی نشریات کی تردید

صوبہ پکتیا کے جنرل کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی نے ریڈیو کابل کی نشریات کو غلط قرار دیا ہے جن کے مطابق روسی فوج نے زدران کے قبائلی زعماء کی درخواست پر یہ علاقہ خالی کیا تھا۔ مولانا جلال الدین حقانی نے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ روسی بکتر بند دستے محض تین دن خوست، گردیز شاہراہ پر اپنا کنٹرول برقرار رکھ سکے۔ جس کے بعد مجاہدین کے مسلسل دباؤ کے نتیجے میں روسی دستے گردیز واپسی پر مجبور ہو گئے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ریڈیو کابل کے بقول کٹھ پتلی انتظامیہ نے "عوام سے ہمدردی" کی بنا پر زدران کا علاقہ خالی کیا جہاں بیشتر دیہات گولہ باری اور بمباری سے زمین بوس ہو گئے ہیں۔ صوبائی کمانڈر نے زدران کے ایک زخمی مجاہد طریف گل کے حوالے سے بتایا ہے کہ زدران کے دیہاتوں میں گھروں کو لوٹنے کے علاوہ مساجد شہید کی گئیں اور قرآن شریف کے نسخے گولیوں سے چھلنی کر کے راستوں میں بکھیر دیئے گئے ۔ (راتزانس افغان)

شاہراہ سالانگ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

۹ فروری (راتزانس افغان) کابل سے روس جانے والی شاہراہ سالانگ پر چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران مجاہدین نے فوجی دستوں کو بھاری نقصان پہنچانے کے علاوہ اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا جبکہ خاد کے تین ایجنٹوں سمیت سولہ کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لیے گئے

حزب اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے ۳ فروری کو کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں صوبہ پروان کے ہیڈکوارٹر چاریکار کے نزدیک سامان رسد لے جانے والے قافلے پر حملہ کیا۔ خونریز معرکے میں شدید فائرنگ کے نتیجے میں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور تین مجاہد شہید ہو گئے۔ زخمی ہونے والوں میں ایک عرب مجاہد ابو خالد شامل ہیں۔ اگلے روز انہی مجاہدین نے دولت شاہی کے مقام پر حفاظتی کیمپ کو نشانہ بنایا جہاں پر متعین فوجی دستہ متعدد لاشیں اور زخمی لیے فرار ہو گیا۔ مجاہدین نے دو ٹینک تباہ کرنے کے ساتھ اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر قبضہ کر کے کیمپ کی عمارت نذر آتش کر دی۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اس علاقے میں انگوروں کے باغات واگذار کرا لیے جن پر روسی دستوں نے جبراً قبضہ کر رکھا تھا۔ اور باغات کے مالکان کو ادائیگی نہیں کی جاتی تھی۔ صوبہ پروان کے سب ڈویژن نل قصبے محراب کے نزدیک مجاہدین نے ۲ فروری کو حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جن میں سے دو حفاظتی چوکیاں تباہ ہو گئیں۔ اس کارروائی میں روسی کٹھ پتلی فوجی مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلے جن میں سولہ مجاہدین کے قابو آ گئے۔ گرفتار ہونے والوں میں خاد کے تین اہلکار سیف الدین، در محمد خاں اور دل آغا شامل ہیں۔ حفاظتی چوکیوں سے پچیس کلاشن کوف رائفلیں۔ ایک وائرلیس سیٹ، دستی بموں کا ذخیرہ اور دیگر سامان رسد پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

صوبہ وردک میں قندھار جانے والے فوجی قافلے پر حملہ

صوبہ وردک سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے مشعل حق اور قیام حق سے تعلق رکھنے والے مجاہدین نے ۳۱ جنوری کو صوبائی ہیڈکوارٹر میدان شہر کے جنوب کی طرف فوجی قافلے پر یلغار کی جو قندھار کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ فوجی قافلہ اچانک حملے کے باعث بدحواسی کے عالم میں فرار ہو گیا جس کی چھوڑی ہوئی دو گاڑیوں اور ایک ٹینک پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا (راتزانس افغان)

بگرام ہوائی اڈے کی حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے

۱ فروری (راتزانس افغان) افغانستان کے صوبہ پروان میں واقع روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام کی حفاظتی چوکیوں پر حملوں کے دوران آٹھ روسی فوجی ہلاک اور پانچ گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳۱ جنوری کو بگرام ایئر بیس کی حفاظتی چوکی پر حملہ کیا اس کارروائی میں تین روسی فوجی ہلاک اور پانچ گرفتار کر لئے گئے۔ جبکہ بھاری مقدار میں اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ دو روز بعد انہی مجاہدین نے بگرام ایئرپورٹ کے جنوب کی سمت حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جہاں راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ تیز رفتار حملے میں پانچ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق ان کارروائیوں کے بعد ۳ فروری کو روسی طیاروں نے

حزب اسلامی کے مراکز پہ بمباری کی جس کے نتیجے میں آٹھ مجاہد شہید اور بیس زخمی ہو گئے۔

صوبہ وردک، غزنی اور پکتیا میں چھاپہ مار کاروائیاں
ایک بکتر بند گاڑی ایک جیپ تباہ، متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے

افغان صوبے وردک سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق تپہ ڈوتیرن چک کے علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ۴ فروری کو گشتی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی اور ایک جیپ تباہ ہو گئی۔ ان گاڑیوں کا عملہ موقع پر ہلاک بتایا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ روسی طیاروں نے فروری کے اوائل میں سید آباد قصبے کے نزدیک حزب اسلامی کے ٹھکانوں پر دو بمباری کی۔ تاہم مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ ادھر صوبہ غزنی کے علاقے مقر میں متعین ۲۸ جنوری کو ایک افغان فوجی افسر اپنے تین ساتھیوں سمیت بکتر بند گاڑی لئے مجاہدین کے مرکز پہنچ گیا۔ افغانستان کے صوبے پکتیا میں زامہ کے علاقے میں نصرت فرنٹ کے مجاہدین نے فوجی دستے کو گھیر کر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر مزاحمت کے بعد فوجی دستہ دو لاشیں اور متعدد زخمی لئے بھاگ نکلا

کابل قندہار شاہراہ پر روسی فوج آٹھ مقامات پر مرتکز ہو رہی ہے۔
شاہراہ پر بعض چوکیاں کابل دستوں کے حوالے
مجاہدین نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں

۴ مارچ۔ (اژانس افغان) روسی قابض حکام کابل۔ قندھار شاہراہ پر بعض چوکیاں کابل کٹھ پتلی فوج کے حوالے کرنے کا تجربہ کر رہے ہیں۔ اس سے بیشتر ان چوکیوں میں ملے جلے روسی کابل دستے متعین تھے۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق سوا تین سو میل لمبی شاہراہ پر روسی فوج آٹھ چھاؤنیوں میں مرتکز ہو رہی ہے۔ ان میں سید آباد۔ سیدان شہر، غزنی، قرہ باغ، مقر، گیلان قلات غلزئی اور شہر صفا کی چھاؤنیاں شامل ہیں ان فوجی مراکز کے درمیان اوسطاً تیس میل کا فاصلہ ہے۔ جہاد واقع اکا دکا چوکیاں کابل فوج کے حوالے کر کے روسی گشتی دستوں کے ذریعے ان کو کنٹرول کیا جاتا ہے اطلاعات کے مطابق ابھی تک سوا تین سو میل سے زائد لمبی اس شاہراہ پر صرف چوبیس کے لگ بھگ چوکیاں کابل فوج کو دی گئی ہیں۔ ہر چوکی کا کمانڈر اور جونیئر افسر حکمران کمیونسٹ پارٹی کا ممبر ہے جو وائرلیس کے ذریعے مسلسل قریبی چھاؤنی سے رابطہ رکھتے ہیں۔ مجاہدین کے ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ روسی فوج کی اس نئی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ انہیں یہ شبہ ہے کہ روسی فوج کا یہ ارتکاز کسی فوجی مہم کا پیش خیمہ نہ ہو۔ ادھر اسی شاہراہ پر تلاوت ملزئی کے علاقے میں روسی بکتر بند دستے مجاہدین کے ٹھکانوں کی تلاش کی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جبری بھرتی کے لئے گرفتار شدہ سو
نوجوان مجاہدین نے آزاد کرا لئے
نوجوانوں کو دل آرام سے روسی فوجی
اڈے میش ڈنڈ منتقل کیا جا رہا تھا

۳ مارچ۔ (اژانس افغان) افغان مجاہدین نے قندھار۔ ہرات شاہراہ پر واقع قصبے دل آرام اور نواحی علاقے سے جبری بھرتی کے لئے گرفتار شدہ ایک سو سے زائد نوجوانوں کو روسی۔ کابل دستوں سے رہا کروا لیا ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق ۱۸ فروری کو صوبہ فرح کے دیہاتی قصبے دل آرام میں دو روز کی مہم میں جبری بھرتی کے لئے زبردستی پکڑے ہوئے نوجوانوں کو ۱۴۵ کلومیٹر دور مغربی افغانستان میں روس کے سب سے بڑے فوجی اڈے میش ڈنڈ منتقل کیا جا رہا تھا۔ مجاہدین نے دل آرام اور فرح اود کے درمیان گھات لگا کر روسی کابل فوجی قافلے کے محافظ ٹینکوں کو ناکارہ بنا دیا مختصر لیکن گھمسان کی جنگ کے بعد مجاہدین نے گرفتار شدہ نوجوانوں کے چار ٹرکوں کو فوجی قافلے سے الگ کر لیا۔ اس موقع پر روسی۔ کابل دستوں نے ان ٹرکوں کو بھگا لے جانے کی کوشش کی جسے مجاہدین نے تعاقب کرتے ہوئے ٹائروں پر گولیاں مار کر ناکام بنا دیا۔ دریں اثناء رسیوں میں جکڑے ہوئے نوجوانوں نے خود کو آزاد کرا لیا اور نہتے نوجوانوں نے محافظ سپاہیوں سے دست بدست لڑائی شروع کر دی۔ مجاہدین کے پہنچنے پر روسی کابل فوجی مغلوب ہو کر ٹرک چھوڑ کر بھاگ نکلے مجاہدین نوجوانوں سمیت اپنے محفوظ علاقوں میں پہنچ گئے اس معرکے میں ایک مجاہد شہید اور چند مجاہدین اور نوجوان زخمی ہوئے۔ جبکہ روسی کابل دستے کے گیارہ فوجی ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے

افغان عوام روسی چالوں سے خبردار رہیں

ظاہر شاہ کو امریکہ اور روس اپنے مقاصد

کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ انجینئر شاہ محمود

اسلام آباد میں حزب اسلامی کے ترجمان انجینئر شاہ محمود نے کہا ہے کہ ایسے وقت جبکہ روسی سامراج افغانستان میں اذیت اٹھانے کے بعد راہ فرار اختیار کر رہا ہے روسیوں کے پروردہ عناصر افغان عوام کے درمیان شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ تحریک مزاحمت کی کامیابی کے ساتھ افغان عوام کو پوری ہوشمندی سے کام لینا ہوگا تاکہ لاکھوں افغانوں کی قربانی رائیگاں نہ جائے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ظاہر شاہ کی پبلسٹی اسی مہم کا حصہ ہے جس کا مقصد افغانستان میں بے چینی پھیلانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظاہر شاہ کے بارے امریکہ اور روس متفق ہیں اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

مجاہدین نے قندہار شہر میں جیل توڑ

کر متعدد شہری رہا کرا لئے

فوجی مرکز پر حملے کے دوران دو ٹینک، ایک بلڈوزر تباہ

یکم مارچ (ڈاکٹر انس افغان)، افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں مجاہدین نے ایک ہی دن سنٹرل جیل توڑنے کے علاوہ فوجی مرکز کو نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں دو ٹینک اور ایک بلڈوزر تباہ ہو گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۸ جنوری کو سینٹرل جیل پر یلغار کر دی جس کے لئے مجاہدین نے جیل میں متعین عملے سے پہلے ہی رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ جیل کے عملے کی طرف سے اطلاع ملتے ہی مجاہدین نے ہلہ بول دیا اور افغان فوجیوں کے تعاون سے جیل کا گیٹ توڑ ڈالا اس معرکے میں دس ساتھیوں کو رہا کرا کے مجاہدین افغان فوجیوں سمیت تیزی سے واپس نکل گئے۔ اطلاعات کے مطابق بکتر بند روسی دستے گارڈ کا صفایا ہو گیا۔ اس حملے میں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔

قندہار میں گیارہ فوجی چوکیوں پر مجاہدین کا حملہ

قندہار شہر میں مجاہدین نے ۱۱ فوجی پوسٹوں پر بیک وقت حملہ کر کے ۵۰ پچاس روسی و کابل فوجیوں کو ہلاک جبکہ ۲۰ کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق قندہار شہر میں مجاہدین کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے جو فوجی پوسٹیں قائم کی ہیں ان میں ۱۱ ۸۰ (۱۱) فروری کو مجاہدین نے بیک وقت حملہ کیا جس کے نتیجے میں پچاس کے قریب کابل فوجی ہلاک کر دیے جبکہ بڑی تعداد میں زخمی ہوئے فرار ہوئے والے کابل سوویت فوجیوں سے ۲۰ کو مجاہدین نے اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ اس حملے کے دوران ۱۸ کلاشنکوف اور تین طاقتور وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آئے۔

انجینئر شاہ محمود نے ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کیا جو ظاہر شاہ کو دوبارہ اقتدار میں لانے کی تجویز کی مخالفت میں منعقد ہوا۔

لاہور میں تحریک انصار المسلمین کے زیرِ اہتمام افغان جہاد اور مجاہدین کی عبوری حکومت تسلیم کرنے کی حمایت میں ہزاروں لوگوں نے گول باغ سے عظیم الشان جلوس نکالا جس نے شارعِ قائدِ اعظم (مال روڈ) پر مسجد شہداء تک مارچ کیا۔ جلوس میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے مردوں اور خواتین نے شرکت کی۔ مظاہرین نے ہاتھوں میں بڑے بڑے بینر اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر افغان جہاد کی حمایت میں نعرے درج تھے جوشیلے نوجوانوں نے بلند آہنگ نعروں سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ جلوس سے جن سرکردہ حضرات نے خطاب کیا ان میں جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد۔ قومی اسمبلی پاکستان کے ارکان جناب لیاقت بلوچ اور جناب حافظ سلمان بٹ نامور اخبار نویس زیڈ۔ اے سلہری، مولانا محمد اجمل۔ مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبدالحکیم۔ ڈاکٹر عبدالرؤف اور جناب امتیاز احمد شامل تھے۔

لاہور میں افغان جہاد کی حمایت میں نکلنے والے عظیم الشان جلوس میں شریک خواتین نے اپنے بینروں اور کتبوں کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کے بغیر جنیوا مذاکرات پر دستخط نہ کرے۔ (فوٹو عدنان احسن)

ہمارا نعرہ

- ہمارا ہدف اللہ تعالیٰ کی رضا۔
- اسلامی تعلیمات ہماری زندگی کی راہنما۔
- خدا کی تائید اور نصرت پر کامل بھروسہ ہمارا ایمان۔
- جہاد فی سبیل اللہ ہماری راہ ۔
- اور حزب اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدین کی تنظیم ہمارے جہاد کا محاذ۔

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامی کا احیاء

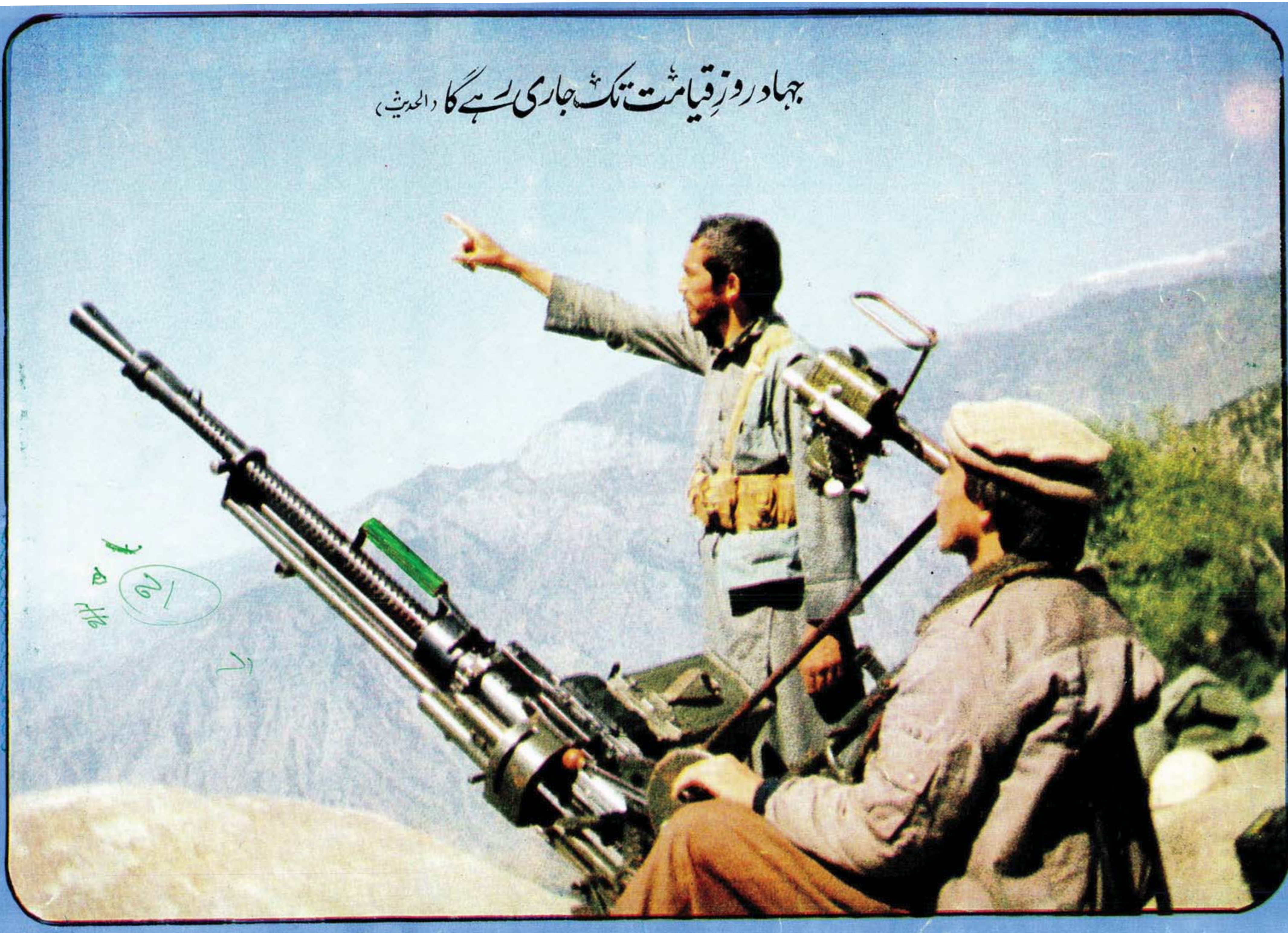
جہاد روزِ قیامت تک جاری رہے گا (الحدیث)